رجسٹرڈ نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ

اردوئے معلیٰ

کانپور

مرتبہ :- سید فضل الحسن حسرت موہانی - بی اے

جلد ۱۰ | بابت ماہ جولائی - اگست و ستمبر ۱۹۲۷ء | نمبر ۳-۴-۵

فہرست مضامین

حکومتی اسعد علی نے اپنے

احمد المطابع واقع مصابنی بازار میں چھپا

اور حسرت موہانی نے

دفتر اردوئے معلیٰ کانپور سے شائع کیا

تنقید رسائل و کتب

(۱) رنگ زمانہ یعنی منشی برج موہن لال صاحب محب دریابادی شاگرد منشی نوبت رائے مرحوم نظر لکھنوی کی ان نظموں کا عجیب مجموعہ جنمیں اکبر الہ آبادی مرحوم کے طرز کلام کی پیروی کی گئی ہے تقطیع ۲۰ × ۲۶ حجم تقریباً ڈیڑھ جز قیمت ۱۰؍ کتاب مصنف سے ملنے کا پتہ یہ ہے۔ دریاباد ضلع بارہ بنکی۔

(۲) معیار التواریخ مصنفہ سید محمد حسین مرحوم اغلب موہانی۔ افسوس ہے کہ مصنف اپنی اس آخری تصنیف کی اشاعت سے قبل ہی انتقال فرما گئے اس کتاب میں قدیم و جدید تاریخ نویسی کے طریقوں پر ایک منصفانہ تبصرہ کیا گیا ہے اور تالیف و مطالعہ تاریخ کے جدید اصول عام فہم اور سلیس عبارت میں بیان کئے گئے ہیں تقطیع ۲۰ × ۲۶ حجم ۱۲ جز مطبوعہ ہمدم پریس لکھنؤ قیمت عہ ملنے کا پتہ۔ سید حیدر حسین خلف اغلب مرحوم موہان ضلع اناؤ۔

(۳) پنج رقعہ ولایت یعنی مولانا شاہ محمد عزیز اللہ صاحب عزیز ولایت صفی پوری کے پانچ فارسی رقعات کا مجموعہ مع مختصر حالات مصنف از سید اشرف علی ڈپٹی کلکٹر گورکھپور تقطیع خورد۔ حجم ۲ جز قیمت ۸؍ ملنے کا پتہ حضرت مصنف صفی پور ضلع اناؤ۔ حضرت عزیز کی ذات مغتنمات روزگار سے ہے۔ قدیم طرز کی فارسی نظم کا لکھنے والا اسوقت آپ سے بہتر موجود نہیں۔ چنانچہ مولانا شبلی مرحوم نے آپکو بالکل صحیح لکھا تھا کہ "آج ہندوستان میں کوئی اس طرز کو نباہ نہیں سکتا!!"

(۴) مجموعہ قصائد مومن مرتبہ ضیاء احمد صاحب ایم۔ اے بدایونی جسمیں ہندوستان کے مشہور نازک خیال حکیم مومن خاں مرحوم مومن دہلوی کے اردو قصیدے مقدمہ و شرح کے ساتھ درج ہیں تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶ حجم ½۶ جز قیمت غالباً ۸؍ ملنے کا پتہ الناظر بکڈپو لکھنؤ۔ شرح مختصر مگر صحیح اور ہر طرح سے قابل تعریف ہے۔

(۵) قصائد راحت مصنفہ میر غلام محمد شاہ صاحب راحت سرحدی امرتسری تقطیع ۱۸ × ۲۲ حجم ۳۴ صفحے ملنے کا پتہ:- راحت بک ایجنسی کوچہ صبوروڑا اور۔ امرتسر۔ قیمت مجلد ۲؍

اس مجموعے میں قصائد حمد و نعت و مناقب کے بعد بعض مشاہیر ماضی و حال مثل نیر و امرتسری استاد مصنف، مرزا غالب۔ آغا حشر۔ حسرت موہانی۔ ڈاکٹر اقبال۔ ظفر علیخان آتش الجری حسن نظامی شرر لکھنوی۔ جلیل مانکپوری اور سالک و مہر کی مدح میں بھی مختصر مگر دلچسپ قصائد موجود ہیں نعت

اردوئے معلّٰے فہرست شعرائے اردو میں جن شاعروں کے تخلص پر (×) نشان لگا ہے انکے دیوان کا انتخاب اردوئے معلّٰے میں شائع ہوگا۔

(۶) "ی" کا دَب کر نکلنا

واضح ہو کہ اُردو زبان میں حروفِ علت یعنی واو - الف اور "ی" کا گرنا یا دبکر نکلنا معیوب سمجھا جاتا ہے یہانتک کہ شیخ ناسخ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے تلامذہ کو اخیر زمانے میں جو ہدایتیں کی تھیں اُن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ کلمے کے آخر میں سے الف واو ی کو بِلا تکلف گرا دینا اچھا نہیں مگر بقول مولوی علی حیدر صاحب طباطبائی آنجہانی شیخ کی اس وصیت پر کسی سے عمل ہو سکا لفظوں کی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر مصرع میں بھر دینا اُردو شاعری میں رواج پا گیا۔ شیخ کا منشا کیا اس بنا پر تھا کہ فارسی میں کہیں ایسا نہیں دیکھا کہ میکنی و میروی میں سے "ی" کو گرا دیں یا گفتگو و شست و شو میں سے واو اور دریا و گویا کا الف ساقط ہو جانے دیں"۔ غالباً شیخ ناسخ کا مقصود یہ نہیں ہے کہ حروفِ علت کسی حالت میں دب کر نہ نکلیں بلکہ غرض یہ ہے کہ جن حروف کا گرنا جن الفاظ میں گران معلوم ہو انھیں نہ گرانا چاہیئے۔

مثلاً - مین سے - کو - کے کا - تو - جو وغیرہ اُردو حروف اور افعال ناقصہ مثل ہے اور تھا میں حروفِ علت کا گرانا جائز ہے البتہ الفاظ خصوصاً فعل میں ان حروف کا گرنا یا دبکر نکلنا بلاشبہ بُرا معلوم ہوتا ہے مثلاً

میر ؎ وہ کہاں دھوم جو دیکھی گئی چشم تر سے : ابر کیا کیا اُٹھے ہنگامے سے کیا کیا برسے

یہاں جو اور سے حروف میں و اور ی کا سقوط جائز لیکن اُٹھے فعل میں ی کا دب کر نکلنا معیوب ہے۔

سودا ؎ زاہد اکہ تو صلاح نیک ان دونوں میں کیا : جام کا بوسہ لین یا چہ مین لب پیمانہ ہم

تنہا ؎ دی اسکی زلف کو سنبل سے نسبت اے تنہا : صد آفرین ہے تیرے امتیاز کرنے کو

شاہ نصیر ؎ جلوے تحسین ہے یار سے ترے بیمار کی بات : مرگیا پر نہ لبِ شکوہ سے اظہار کی بات

غالب ؎ تا کہ تجھپر کھلے اعجاز ہوائے صیقل : دیکھ برسات میں سبز آئینے کا ہو جانا

ذوق ؎ اس رنگ سے اٹھائی کل اس نے اسد کی لاش : دشمن بھی جسکو دیکھکے غمناک ہو گئے

تسلیم لکھنوی ؎ شل جوہر تھا گرفتار میں تلواروں میں : عمر بیتی کٹی دنیا کے ستمگاروں میں

ان کل اشعار میں افعال لین - دی - کی کھلے - اٹھائی اور کٹی میں ی کا ساقط ہونا یا دبکر نکلنا یقیناً معیوب ہے۔

شاہ نصیر کے شعر میں یہ بات ملاحظہ طلب ہے۔ کہ مصرعۂ اول میں "کی" حرف ہے اسلئے اسمیں "ی" کا سقوط برا نہیں معلوم ہوتا مگر مصرعۂ ثانی میں "کی" جزوِ فعل ہے اس لیے اس موقع پر "ی" کا گرنا صریحاً معیوب نظر آتا ہے۔ غالب کے دوسرے شعر کی شرح کرتے ہوئے مولوی علی حیدر صاحب نے ایک اور نکتہ بہت لطیف بیان کیا ہے وہ یہ کہ "اگر ایک مصرع میں یائے معروف و یائے مجہول دونوں جمع ہوں اور ان میں سے ایک کا گرانا کافی ہو تو یائے مجہول کو گرانا اور یائے معروف کو باقی رکھنا چاہیے مثلاً غالب کا یہ مصرع۔ اس رنگ سے اٹھائی کل اس نے اسد کی لاش : اسکو یوں کتنا بہتر تھا کہ۔ اس رنگ سے کل اس نے اٹھائی اسد کی نعش۔"

الفاظ خصوصاً فارسی الفاظ رائج میں بھی "ی" کا گرانا معیوب ہے۔ مثلاً

اختر شاہ اودھ ؎ گلابی اس پہ گلا کاٹے ایسا زندہ ہے تو : مجھے بھی مستی میں اے بادہ خوار لیتا جا

آتش ؎ موجد اسکی ہے سیہ روزی ہماری آتش : ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شب ہجران پیدا

قہر لکھنوی ؎ بیداری میں ہے آپ کا حال اور طرح کا : یاں خواب میں رہتا ہے خیال اور طرح کا

تسلیم ؎ اہل دنیا کو ولولے آہ و فغان کے ہیں : دنیائے عشق میں بڑے نام آسمان کے ہیں

جگر مراد آبادی ؎ یہ نہیں تیری آرزو نہ کرے : دل مگر خالی ہائے دھو کرے

فانی بدایونی ؎ مشکل مرے مرنے کی مشکل ہے کہ آسان ہو۔ کچھ نازکی قاتل کی کچھ اپنی گرانجانی

ان اشعار میں الفاظ گلابی۔ مستی۔ سیہ روزی۔ بیداری۔ خالی۔ نازکی۔ بڑے۔ میں "ی" کا دبکر [illegible] اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اردو الفاظ میں حروف کے علاوہ بعض اسمائے ضمائر مثل مری تری مجھے۔ تجھے وغیرہ کو اس کلیے سے مستثنیٰ سمجھنا چاہیے کہ ان میں "ی" کا دبنا عام طور پر رائج ہے۔ اور معیوب نہیں سمجھا جاتا۔

(۷) واؤ کا دب کر نکلنا

تنہا ؎ ہیں ترے ہم بھی گذر کرتے تھے گیا ہے : اور وہاں کی زمین رو رو کے تر کرتے تھے گا ہے

غالب ؎ تم ان کے وعدے کا ذکر ان سے کیوں کرو غالب : یہ کیا کہ تم کہو اور وہ کہیں کہ یاد نہیں

[illegible] اشعار میں [illegible] واؤ کا دبکر [illegible] بلا شبہ معیوب ہے۔ افعال کے علاوہ ان

[illegible]

اچھا نہین معلوم ہوتا۔ مثلاً

غافل ؎ غازے سے فروزان رخ پر نور نہو جائے ؛ ڈرتا ہون پری سے تو کہین حور نہو جائے

شاداں ؎ گستاخ ہوکے یار سے شاداں نے یہ کہا ؛ پہلو سے پہلو سینے سے سینہ لگا رہے

مومن ؎ سوز ندگی نثار کرون ایسی موت پر ؛ یون روئے زار زار تو اہل عزا کے ساتھ

مہر لکھنوی ؎ زانو پہ سر رکھ کے جب وہ سو رہا ؛ عیش بے پایان مرے دلکو رہا

تسلیم لکھنوی ؎ کسلئے چارہ گر درد تو تدبیر مین ہے ؛ ہو رہے گی کبھی صحت بھی جو تقدیر مین ہے

عزیز لکھنوی ؎ ہمہ تن محو ہا گو کہ تو خود بینی مین ؛ آئینہ تجھپہ ترا منظر اصلی نہوا

ناجور ؎ سخت جان ہون مین تجھے موم نہ کر دون تو سہی ؛ تیز یان مجھسے بہت خنجر فولاد نہ کر

بعض الفاظ جو حرف (ن) پر ختم ہوتے ہین انمین ان سے قبل کے واؤ کا دبنا بھی راقم حروف کے نزدیک مناسب نہین ہوتا۔ مثلاً

میر ممنون ؎ نام بھی اپنا بیت مین تنگ سنا ہے ممنون اب ؛ خلق یہان تلک تنگ ہے مری بود و باش سے

مخمور ؎ قلقل صدا سے ہوئی مخمور مستون کو ؛ کار مسیح ساقی میخوار نے کیا

ضامن کنتوری ؎ دل نادان کی ہوس کاریون سے کیا ہوگا ؛ انکو منظور جو ہوگا وہی اچھا ہوگا

حسرت موہانی ؎ حسرت بہت ہے مرتبۂ عاشقی بلند ؛ تمکو تو مفت لوگون نے مشہور کر دیا

(۸) الف کا دبکر نکلنا

سودا ؎ دیکھا نہ حال سودا کا کوچے مین عشق کے ؛ اے دل تو عاشقی کا نہ لے نام کچھ نہین

اشرف کمنڈوی ؎ سیان آسیا گردش ہے بخت کو ہر دم ؛ پہنچے دیگا نہ دانا بھی آسمان منھ مین

محشر ؎ ضبط فغان سے دہر مین سناٹا چھا گیا ؛ کی آہ جب تو شور قیامت بپا ہوا

بیان الفاظ۔ سودا۔ آسیا۔ سناٹا مین تقصیر الف معیوب ہے۔ اور افعال مین معیوب تر مثلاً

حسرت ؎ آنکھون کو اُسکی دیکھا تو مستی نظر پڑی ؛ پھر بعد اُسکے بادہ پرستی نظر پڑی ـ

اسیر ؎ دل کھنچا جاتا ہے اوس تیغ مصفا کی طرف ؛ سبزہ سبز رہا کرتا ہے دریا کی طرف

نسیم دہلوی ؎ رحم آ جاتا ہے دشمن کی پریشانی پہ ؛ زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پہ

[illegible] ؎ [illegible] ہوا اسے تحریر ؛ ناکام رہے کچھ نہ کیا کام خدا کا

عبید اللہ خان مہر ؎ خط آیا آ مخار رخسار یار کا ÷ لکھا مٹائیے ورقِ انتشار کا

زکی دہلوی ؎ یہ مانا کہ مین لائق صحبت نہین لیکن ÷ اتنا تو سمجھئے کہ کبھی غیر کبھی آپ

بیخود دہلوی ؎ پھر کوئی تازہ مصیبت نہو یا رب ÷ آج ٹھہرا ہوا ہے کچھ دلِ مضطر اپنا

رضا علی وحشت ؎ چلا جاتا ہے کاروانِ نفس ÷ نہ بانگِ درا ہے نہ صوتِ جرس

؎ نہین کہ عشق نہین ہے گل و سمن سے مجھے ÷ دل فسردہ لیے جاتا ہے چمن سے مجھے

حیات بخش رسا ؎ جب دیر مین یہ دیکھا کہ اپنا گزر نہین ÷ کعبے کے جانیوالون مین مجبور جا ملے

فانی بدایونی ؎ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے مرتے ہین نہ جیتے ہین ÷ درد پہ خدا کی مار دل مین رہ گیا ہوکر

عزیز لکھنوی ؎ ہجوم شوق کا بھی قصہ مختصر یہ ہے ÷ کہ مین جو چاہتا ہون وہ کہا نہین جاتا

جگر مرادآبادی ؎ پھونکا تمام جسم دل داغدار نے ÷ مجکو خزان بنا دیا میری بہار نے

دل ؎ بیگانگی و عشق مین بس فرق ہے اتنا ÷ جب درد نہین ملتا تھا اب دل نہین ملتا

اصغر گونڈوی ؎ کیا کیا ہوا ہنگام جنون یہ نہین معلوم ÷ کچھ ہوش جو آیا تو گریبان نہین دیکھا

داغ ؎ لطف وہ عشق مین پائے ہین کہ جی جانتا ہے ÷ رنج بھی ایسے اٹھائے ہین کہ جی جانتا ہے

بعض اسمائے ضمیر مثل مری تری وغیرہ کے متعلق لکھا جا چکا ہے کہ ان مین "ی" کا دبنا ناگوار نہین ہوتا۔ مگر یہ بات الف کی نسبت نہین کہی جا سکتی۔ تقصیر الف اسمائے ضمیر مین بھی اچھی نہین معلوم ہوتی۔ مثلاً

آسیر ؎ گرائی جو کسی نے تو گرا یا مرا خون ÷ شیشہ توڑا جو کسی نے تو مرا دل توڑا

ثاقب لکھنوی ؎ اسقدر گھر مرا آباد ہے ویرانی سے ÷ دیکھتا ہون در و دیوار کو حیرانی سے

ثاقب بدایونی ؎ کربلا پر مرا سر آنکھ نجف پہ صدقے ÷ دل مدینے پہ فدا جان نثار بغداد

اشرف کسمنڈوی ؎ سرگوشیان غیرون سے جو کین جان گئے ہم ÷ بدلے ہوئے تیور ترے پہچان گئے ہم

شہیدی ؎ رقم کرین غزل تازہ طرز میر مین ہم ÷ شراب کا مزا اس آبِ خوشگوار مین ہے

دوسرا مصرعہ اگر اس طرح ہو ع مزا شراب کا اس آب الخ تو یہ عیب دور ہوجائے۔

گروہ	تخلص	کیفیت
شاگردان جرأت	× رقمی	سید محمد بخش صاحب دیوان قلمی
	× جلال	جلال الدین حسین مانکپوری دیوان قلمی
	× نصرت	شاگرد جرأت صاحب دیوان قلمی
	سبقت	مرزا مغل ایرانی
	گویا	شیخ ولایت علی لکھنوی دیوان قلمی
	حیرت	پنڈت اجودھیا پرشاد لکھنوی (")
	× محنت	مرزا حسین علی بیگ لکھنوی (")
	× شائق	شیخ پیر بخش اکبر آبادی (")
	× رضا	رضا شاگرد جرأت (")
	× مائل	محمد یار بیگ دہلوی (")
	مروت	مروت شاگرد جرأت
	شوکت	شیخ صدق علی لکھنوی دیوان قلمی
شاگردان رافت	رویت	مولوی حبیب احمد خلف رافت رامپوری
	ضیغم	حافظ اکرام احمد رامپوری دیوان قلمی
شاگردان منیر	صبر	اجودھیا پرشاد ساکن سکندرہ دیوان قلمی
	وحشت	مولوی رشید النبی رامپوری (")
	آزاد	مولوی سید محمود نامہ نگار اودھ پنچ
شاگردان نساخ	راسخ	مرزا عبد الغفور متوطن کلکتہ دیوان و تذکرہ مطبوعہ
شاگردان ناسخ	آشفتہ	مولوی عصمت اللہ سندیلوی دیوان مطبوعہ
	مخلص	منشی محمد حسین خان بھاگلپوری دیوان قلمی
	منور	منشی اسد اللہ متوطن کلکتہ دیوان قلمی
	قیس	مرزا محبوب علی دہلوی دیوان قلمی
	رضوان	رضوان شاگرد ناسخ

گروہ	تخلص	کیفیت
شاگردان شمس	حمید	مولوی سید عبد الحمید متوطن کلکتہ دیوان قلمی
	شمس	شمس استاد رضا علی وحشت
	عزیز	سید العزیز متوطن کلکتہ دیوان قلمی
	شمیم	عبد الرؤف " " مطبوعہ
	× محسن	محسن علی منگیری " "
	× وحشت	رضا علی متوطن کلکتہ صاحب دیوان مطبوعہ
شاگردان وحشت	فطرت	منشی تفضل حسین ساکن کلکتہ
	صولت	منشی حبیب النبی متوطن کلکتہ
	امام	امام خان صاحب نوشہروی
شاگردان مصحفی	آتش	خواجہ حیدر علی لکھنوی صاحب دو دیوان مطبوعہ
	اسیر	منشی سید مظفر علی " "
	عیشی	طالب علیخان " دیوان قلمی
	فائق	منور خان لکھنوی دیوان مطبوعہ
	ہوس	مرزا محمد تقی فیض آبادی دیوان قلمی
	شہید	کرامت علیخان اناوی دیوان مطبوعہ
	شہا	محمد علی لکھنوی صاحب دیوان قلمی
	خلیق	میر مستحسن خلف میر حسن دیوان قلمی
	مخمور	مرزا محمد جعفر لکھنوی دیوان قلمی
	مسرور	شیخ پیر بخش کاکوروی "
	شور	شیخ عبد الرؤف بلگرامی "
	خاقان	محمد اشرف خان دہلوی "
	ضمیر	میر مظفر حسین لکھنوی صاحب کلیات مراثی مطبوعہ
	منتظر	نور الاسلام " صاحب دیوان قلمی
	گرم	حیدر علی بیگ دہلوی

تخلص	نام
رسا	میاں محمد بخش لکھنوی
نیر	فیض احمد خاں بنارسی دیوان قلمی
رحمت	حکیم رحمت اللہ بنارسی (" ")
رفعت	منشی سرفراز علی بریلوی
طالب	منشی ونائک پرشاد بنارسی ڈراما نگار
امیر	منشی امیر احمد مینائی لکھنوی صاحب دولت
درخشاں	احتشام الدولہ سید علیخاں لکھنوی دیوان قلمی
جواز	مرزا حسین بیگ فیض آبادی دیوان مطبوعہ
واسطی	سید فضل رسول خان سندیلی (" ")
شوق	منشی احمد علی شوق قدوائی دیوان قلمی
موزوں	میر نواب لکھنوی (" ")
حزیں	شیخ علی حزیں لکھنوی (" ")
انجم	نواب سید بہادر حسین نیشاپوری لکھنوی
افضل	سید افضل علیخاں لکھنوی خلف اسیر دیوان قلمی
جوش	نواب احمد حسن خان بریلوی دیوان مطبوعہ
افسوں	آغا حیدر لکھنوی صاحب دیوان
تسخیر	داروغہ سید واجد علی لکھنوی دیوان غیر مطبوعہ
ماہر	مہدی حسین خان لکھنوی صاحب دیوان
یوسف	نواب یوسف حسینخاں " " "
ہوش	نواب نیاز احمد خاں بریلوی دیوان مطبوعہ
حلیم	سید غضنفر علی زیدی لکھنوی خلف اسیر
احسن	حکیم مظہر احسن خان صاحب دیوان قلمی
جنوں	نواب علی محمد خان فیض آبادی دیوان مطبوعہ

تخلص	نام
ظہور	ظہور حسین لکھنوی
اسد	نواب سلیمان خان صاحب دیوان مطبوعہ
تعشق	راجہ تعشق حسین صاحب مانکپوری دیوان مطبوعہ
ابر	سید تفضل حسین لکھنوی
محوی	مولوی محمد حسین لکھنوی صاحب دیوان غیر مطبوعہ
احسن	احسن سہسوانی دیوان غیر مطبوعہ
دانش	منشی محبوب حسن مارہروی خلف طپش مارہروی
حامد	حامد علیخان مرحوم امروہوی بیرسٹر ایٹ لا لکھنو
تجمل	سید تجمل حسین خان فیض آبادی
اعجاز	منشی الٰہی بخش لکھنوی
شاعر	سید فضل حسین سندیلوی خلف واسطی
جلیل	حافظ جلیل حسن مانکپوری دو دیوان مطبوعہ
ریاض	منشی سید ریاض احمد خیرآبادی دیوان قلمی
مضطر	سید افتخار حسین خیرآبادی دیوان قلمی
وفا	حکیم عبدالہادی خاں رامپوری کلیات مطبوعہ
گستاخ	کرامت اللہ خاں صاحب رامپوری صاحب دیوان قلمی
جنیظر	سید جنیظر شاہ وارثی کلیات قلمی
شفق	مولوی حسن رضا حمادپوری کلیات غیر مطبوعہ
وسیم	سید محمد عسکری خیرآبادی دیوان غیر مطبوعہ
حفیظ	حافظ محمد علی جونپوری - ۲ دیوان مطبوعہ
شوکت	سید کاظم علی بلگرامی کلیات غیر مطبوعہ
اختر	منشی لطیف احمد مینائی دیوان " "
ثاقب	احسن اللہ خان اکبرآبادی کلیات مطبوعہ

شاگردان امیر مینائی لکھنوی

تخلص	نام
ثواقب	نواب کلب علیخان رامپوری ۲ دیوان مطبوعہ
جاہ	نواب سید ضیاء حسین خان ۲ دیوان مطبوعہ
کوثر	منشی عابد علی خیرآبادی - دیوان غیر مطبوعہ
عزیز	منشی محمد احمد مینائی خلف امیر مینائی
دل	ضمیر حسن خان شاہجہانپوری دیوان قلمی
قمر	منشی بالکرشن لکھنوی دیوان قلمی
مختار	سید مختار احمد شاہجہانپوری (" ")
قمر	قمر سندیلوی شاگرد امیر مینائی
حسرت	مولوی حبیب الرحمن خان رئیس بھیکن پور
ضمیر	منشی مسعود احمد مینائی خلف امیر مینائی
ہمدم	حکیم عبد الکریم فتحپوری ایڈیٹر مشرق گورکھپور
آرزو	منشی ممتاز احمد مینائی خلف امیر مینائی
راز	منشی امتیاز احمد خان عرف پیارے خان رامپوری
مست	منشی عبدالمجید بنارسی - دیوان قلمی
خیال	سید محمد علی میاں شاہجہانپوری
جگر	شیخ افتخار علی بسوانی دیوان غیر مطبوعہ
قرار	قرار شاہجہانپوری صاحب دیوان قلمی
قضا	منشی محمد عابد بسوانی - دیوان غیر مطبوعہ
زاہد	سید زاہد حسین سہارنپوری
واثق	منشی سعید احمد لکھنوی صاحب دیوان غیر مطبوعہ
فائز	سید فیاض احمد خیرآبادی برادر ریاض
شمیم	منشی ولایت احمد خیرآبادی
ساجد	حافظ ساجد علی کاکوروی رباعیات مطبوعہ

استاد	تخلص	نام
[illegible]	شاداب	مہدی حسین خان گورکھپوری
	عاقل	منشی عطاء اللہ خان گورکھپوری دیوان غیر مطبوعہ
	انداز	حافظ نظام احمد خیرآبادی
	اعجاز	منشی عبدالعزیز سہسوانی
	عابد	عابد حسین سہسوانی صاحب دیوان غیر مطبوعہ
	اصغر	منشی اصغر علیخان عرف تسکین شاہ رامپوری
	بسمل	حافظ محمد حسین خیرآبادی برادر مضطر
	خلیل	حافظ خلیل حسن مانکپوری
	ثابت	سید افضل حسین لکھنوی
	فصیح	مولوی فصیح الزمان خان فرخ آبادی
	آزاد	منشی نعیم الحق شیخپوری
	آبر	منشی واحد علی قدوائی برادر شوق قدوائی
	وزیر	وزیر علیخان صاحب دیوان غیر مطبوعہ
[illegible]	صفدر	صفدر مرزاپوری صاحب دیوان غیر مطبوعہ
	رعد	مولوی محمد صدیق حسن خان جونپوری
[illegible]	زیبا	عبدالمجید صاحب گونڈوی دیوان غیر مطبوعہ
	شرر	صاحبزادہ مصطفےٰ علیخان رامپوری
[illegible]	فرخ	فرخ کانپوری
	شاکر	شاکر کانپوری
جگر	باسط	منشی باسط علی بسوانی صاحب دیوان قلمی
راز	حامد	حامد حسن قادری بچھرایونی مجموعہ نظم قلمی
حفیظ	سعادت	راجہ سعادت علیخان پیغمبرپوری دیوان مطبوعہ
[illegible]	[illegible]	سید زوار حسین الہ آبادی

انتخاب دیوان جلال شاگرد جرات

حال مت پوچھ مجھ پریشان کا — ہون گرفتار زلف خوبان کا

اسکے اب طالب دیدار ہین ہم بھی کیا کیا — دام الفت مین گرفتار ہین ہم بھی کیا کیا
ناز و انداز و ادا دیکھ کے اپنی بولا — کشور حسن کے مختار ہین ہم بھی کیا کیا
وہ تو ہے اہل دول اور تہی دست ہین ہم — کچھ بن آتی نہین لاچار ہین ہم بھی کیا کیا

جب عید کو وہ سینۂ اغیار سے لگا — اپنا گلا مین کاٹنے تلوار سے لگا
تم کھینچکر جدا نکرو ہوکے منفعل — پیکان تیر ہے جو دل زار سے لگا
کل جی کو اپنے پڑتی نہین ہے کسی طرح — دل جب سے ایک شوخ طرحدار سے لگا
خلوتیوں جا کے بیٹھا جو ٹک اسکی پاس مین (ق) — کچھ منھ بنا کے کہنے عجب پیار سے لگا
دیکھو سرک کے بیٹھو ذرا تم کہ جا نکتا — ہووے نہ کوئی رخنۂ دیوار سے لگا
اُس بن جلال جی کو اُداسی رہی مگر — کچھ دل لگا تو درد کے اشعار سے لگا

دیر آنے مین نہ اسے شوخ ستمگار لگا — اس سے بہتر ہے کہ اِک کھینچ کے تلوار لگا
ناتوانی کے سبب ہاتھون سے ہون مجبور ایوائے — ورنہ رہتا نہ گریبان مین کوئی تار لگا
باغ گیتی مین لگا دل نہ کسی کا تو جلال — دیکھ ہر گل کے ہے پہلو مین عیان خار لگا

دل لگے باغ مین کیا گل جو ہزار آئے نظر — سیر تو جب ہو کہ وہ رشک بہار آئے نظر
ہوگئے دل وہین پامال ہزارون لاکھون — تو سن ناز پہ کل وہ جو سوار آئے نظر
سلکے دیوانے ترے جبکہ اُڑانے لگے خاک — کیون نہ آئینہ گردون پہ غبار آئے نظر
جی اٹک جائے جب اِک عہد شکن سے تو بھلا — دل مشتاق کو پھر کیونکہ قرار آئے نظر
ہین وہ ہون نخل گلستان جہان مین ایوائے — نہ لگے برگ کبھی جس مین نہ بار آئے نظر
وصل جس شخص کا سب کہتے ہین مشکل ہے عظیم — دیکھئے کب وہ جلال اپنے کنار آئے نظر

عصمت کا خدا حافظ مل مل کے رسیلون مین — مشہور ہوئے یارے اب تم بھی چھبیلون مین
سچ دھج مین قیامت ہو اس چھوڑی کی قامت کی — کہلاؤ نہ لاثانی تم کیونکہ سجیلون مین
میرے تو بلانے سے آتے نہین تم در تک — رہتے ہو سدا مجھکو سو طرح کے حیلون مین

معلوم نہین ہمکو یہ بات ہے کیا صاحب
ہم اب اُس رشک پری سے جو بری پھرتے ہین
تو ہوا خواہی مین سرگشتہ ہے جسکی اے دل
کیا ہی اعجاز مسیحائی ہے اللہ اللہ
قتل ہونے سے کہین ڈرتے ہین عاشق اب کیا
تو عبث روتی ہے اے دل اسپر نعش جلال

سوچ کچھ دلمین اپنی پچھلی باتین ہائے وہ
دل جگر تاب و توان صبر و قرار عقل و ہوش
بے تامل نقد دل جب اُسکو دے ڈالا تو پھر
سُرخروئی دیکھیے اسکی ہو راہِ عشق مین
جب جلال اُٹھ جائے پیارے راہ تری دیکھکے

کیون ہو یون ناک بھون چڑھائے ہوئے
جلد لا ساقیا سُبو گر نہ
لگے کیون برا جو آؤ یہان
کھینچکر تیغ اک لگا بیٹھو
آپ کے رہ گذر مین بیٹھے ہین
گو کہ روٹھے ہو تم جلال سے پر

وہ رشک گل اگر جو گلے سے نہ لپٹ جائے
لکھا ہون یہ جب چھیڑے ہے محفل مین وہ مجکو
شوخی نگہ یار مین وہ ہے کہ جسے دیکھ
در پر جو کبھی اُسکے مین ٹک جا کے کھڑا ہون
جسکو ہو یہ کچھ شرم و حیا پھر تو جلال آہ
بن اُسکے ہم اب کلبۂ احزان مین اپنے

دو ڈرے بھرے آتے ہو جن جن کی زنبیلون مین
فوج عشاق کے ساتھ اُسکے پری پھرتے ہین
اور ہی باؤ مین کچھ وہ تو بھرے پھرتے ہین
دیکھ لو پیچھے یہ سب ان کے بھرے پھرتے ہین
آپ کیون تیغ کو کاندھے پہ دھرے پھرتے ہین
راہرو ملک عدم کے بھی ادھر پھرتے ہین

دیکھ مجکو نیچی آنکھین کر کے کیا شرمائے وہ
جسکو تنہا چھوڑ جاوین کیون نہ پھر گھبرائے وہ
کیون نہ سودائی سڑی خبطی مجھے بتلائے وہ
پھرتے ہین تیغ برہنہ باڑھ اب کھوائے وہ
گھر مین آنا سن کے تیرا کیون نہ پھر چھپائے وہ

کیا کسی کے ہو تم سکھائے ہوئے
سرخ بادل مین کیا ہی چھائے ہوئے
ساتھ ایک دو کو تم لگائے ہوئے
قتل کرنے کو ہو گر آئے ہوئے
زیست سے اپنی ہاتھ اُٹھائے ہوئے
بزم ہے گا وہ بن منائے ہوئے

جون غنچہ جگر اپنا دم سرد سے پھٹ جائے
اللہ کرے جلد کہین بھیڑ یہ چھٹ جائے
تاثیر ابھی برق تپیدہ کی پلٹ جائے
تو دیکھ مجھے چین بجبین ہو وہین ہٹ جائے
(ق)
کیون گھورنے سے میرے وہ محفل مین نہ کٹ جائے
منھ ڈال کے بیٹھے ہین گریبان مین اپنے

[illegible] کہون کیا
پھرتا ہے جو ہنستا ہوا بستان مین اپنے

جانے کو [illegible] ہو پیرا احوال کی میرے
اک بات تو سن جاؤ بھلا کان مین اپنے

(ق) ایسا نہو آنے مین لگے دیر تمھین یا
جان آرہی ہے دیدۂ حیران مین اپنے

یہ جرأت اُستاد کا ہے فیض جلال اب
پُردرد جو اشعار ہین دیوان مین اپنے

ہاتھ کس رنگ مرے اب وہ بھلا یار لگے
پھرتے ہر وقت ہین گرد اسکے خریدار لگے

زلفین مت سمجھو کہ چھوٹی ہین رُخِ زیبا پر
گنج پر حسن کے گویا ہین یہ دو مار لگے

قول و اقرار گئے بھول وفا کا شاید
بے سبب آپ جو دینے ہمین آزار لگے

کیا ہوا قہر جو تنگ جانبِ ابرو دیکھا
اتنی سی بات پہ تم کھینچنے تلوار لگے

ہین اس پیچ سے آگاہ ہم ای حضرتِ دل
باندھنے سر پہ جو اب سرخ وہ دستار لگے

(ق) ہے یہ منظور کہ عشاق کا ہو جائے خون
اک تو خونخوار ہے شکل اور بھی خونخوار لگے

کہئے اک اور غزل ایسی ہی باجاہ و جلال
جبکو سب سنکے کہین جی کو یہ اشعار لگے

دردِ الفت سے تو ہم مرنے ہی اکبار لگے
یارب ایسا نہ کسی شخص کو آزار لگے

طرفہ منصور سے یہ بات نمودار ہوئی
جو کہ حق بولے وہ چڑھنے سرِ دار لگے

کام دل مارے خوشی کے نہوا کچھ حاصل
وہ گلے سے جو مرے دوڑکے یکبار لگے

یون مین مژگان سے مرے لختِ جگر پیوستہ
شاخ مین نخل کے ہون جیسے کہ اثمار لگے

جنس دل دیکھئے اب کیونکہ بچے اپنی جلال
اسکے پیچھے کئی بے طرح دل آزار لگے

اب تلک ہم منتظر بیٹھے ہین جس کی دید کو
کیون نہ آیا آہ کیا سوجھی یہ اُس بیدید کو

کیا قیامت ہے کہ جس سے اپنا دل مالوف ہے
وہ یہ کہتا ہے کہ ملنا حشر پر موقوف ہے

(رباعی)

مین اسم خیریت سے ہون حبیب آگاہ
مشتاق ملاقات ہون ہر شام و پگاہ

دیدار نصیب ہوگا جس دم مجھکو
ہو دیگا عجب وہ روز انشاء اللہ

افغانون کا مدعا ہو حاصل یا شاہ
جو لیوین شتاب اپنے گھر کی سب راہ

از بہر نبیؐ و از برائے حسنینؑ
کافر یہ ذلیل ہوکے سارے ہون تباہ

نوٹ .. کافر یعنی انگریز۔ افغان یعنی افواج خاندان حافظ رحمت خان والیٔ روہیلکھنڈ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان مائل شاگرد جرأت

صبح دیکھا ہے میرا دل حقیقت آہ کا — ہون ازل سے مین جو مائل اک بت دلخواہ کا

جدھر کو آنکھین چلا جاتا ہے عالم ذوق سے — واہ کیا ہموار رستہ ہے عدم کی راہ کا

اور سر رشتہ نہین درکار اسے مائل ہمین — ہم ہین عاشق بس ہمین کافی ہے رشتہ آہ کا

بڑھا ہے جوش وحشت سے یہ کچھ دیوانہ پن اپنا — کہ ہے دامانِ عریانی فقط اب پیرہن اپنا

ہوے فرقت مین جب کے کشتۂ اندوہ محنت ہم — نہ سمجھا پر نہ سمجھا آہ وہ درد و محن اپنا

گلی اب اُس کی ہم یون دیکھتے ہین جیسے اے مائل — نظر غربت زدون کو خواب مین آئے وطن اپنا

سن فقرۂ دلچسپ مرے ماہ جبین کا — زہرہ بھی کرے قصد فلک پر سے زمین کا

غم کس سے کہون اپنی مین اس جان حزین کا — اس جینے سے اے کاش ہون پیوند زمین کا

پتھر کے سمیے نقش بھی مٹ جاتے ہین یارو — مٹتا نہین پر نقش کہدا دلکے نگین کا

مائل مین ہوا اس بت عیار پہ جب سے — کچھ فکر رہا مجھکو نہ دنیا کا نہ دین کا

الفت کا ذرا تجھمین تو آثار نہ پایا — سمجھے تجھے غمخوار تھے سو یار نہ پایا

ظاہر مین تو اشفاق بہت اُنکے ہین لیکن — باطن مین جو دیکھا تو کہین پیار نہ پایا

کیا بوسے کی اب اس سے توقع رکھین مائل — ہرچند لگاوٹ کی پر اقرار نہ پایا

گر دوکے خوش اسکو دل ناکام کرے گا — تو فرقۂ عشاق مین تو نام کرے گا

وان جانے کا بے طرح لگا ہے اسے چسکا — ساتھ اپنے یہ دل مجھکو بھی بدنام کرے گا

دون کیا دل پژمردہ اُسے سوچ رہا ہون مائل — کیا لے اُسے وہ شوخ گل اندام کرے گا

ہے سدا رونے پر خیال مرا — جائے رقت ہے یارو حال مرا

خوش رہا کوئی بھی لگا کر دل؟ — ہر کسی سے ہے یہ سوال مرا

ہو کے مائل عجب نکالا حسن — دیکھیو ہمنشین جمال مرا

کیا کوئی علاج اب کرے غمخوار ہمارا — ظاہر نہین ہوتا ہے کچھ آزار ہمارا

بازارِ محبت مین ہین وہ جنس زبون ہم — پیدا نہوا کوئی خریدار ہمارا

ہرگز نہین کچھ باک ہمین خنجر کا قائل — والی ہے شہ حیدر کرار ہمارا

پیتا ہون جام ہے کہ خوص کاسہ بنگ کا — مائل ہوا ہون جب سے مین اک سبزہ رنگ کا
چھوٹی ہے بالِ دنالون کی عاشق سو یہ تمرے — جس سے کہ ہوش گم ہے سیاہ فرنگ کا
قانون دلکی اپنے صدا سے صدا ہون مست — مشتاق کچھ نہین ہو یقین آواز چنگ کا
روشنی ہے یان چراغ مری دلکے داغ کا — محتاج یہ مزار نہین ہے چراغ کا

منظور ہے فقط ترا دیدار دیکھنا — کچھ اور جانیو نہ ہمین یار دیکھنا
ایدل گر اُسکی بزم مین آیا ہے تو اُسے — حسرت سے دیکھنا نہ خبردار دیکھنا
مائل دل اپنا ایسے پہ لوٹے نہ کس طرح — آتا ہے کس ادا سے وہ دلدار دیکھنا

نزع مین چھوڑ کے افسوس مجھے یار چلا — یہ نجانا کہ کوئی دم مین یہ بیمار چلا
تیرے جاتے ہی ہوا ہمکو سفر وہ در پیش — کہ نہ مونس کوئی ہمدرد نہ غمخوار چلا

کس پریرو کا ادھر یارب یہ آنا ہوگیا — دیکھتے ہی جسکو میرا دل دوانا ہوگیا

ظاہری ہی آپکا سب لطف سب الطاف تھا — غور کر دیکھا جو باطن مین تو مطلع صاف تھا

کیا کہون کیا حال تھا کل مائل غمناک کا — تھا پڑا بستر پہ بن تیرے وہ پتلا خاک کا

دل یہ تسکین کسی شکل تو پاوے یارب — قاصد یار شتابی کہین آوے یارب
ہجر مین اُس بت کافر کے مجھی چین نہین — مژدۂ وصل کوئی آ کے سناوے یارب
اور تو دیکھنے کی اُسکے کوئی شکل نہین — ہان مگر اپنے کرم سے تو دکھاوے یارب
ایسے جینے سے بتنگ آیا ہے جی کبتک آہ — درد دل کی کوئی صدمے یہ اُٹھاوے یارب
جبکہ وہ پاس نہو جسپہ کہ دل مائل ہے — کیونکہ پھر زندگی اپنی مجھے بھاوے یارب

(اعتیل؟)

مین نے کہا کیون اسطرح بیٹھے ہو تم ای یار چپ — کہنے لگا بیہودہ کیا بکتا ہے تو ہر بار چپ
مین نے کہا مرتا ہون مین پیارے تمہارے عشق مین — کہنے لگا درد نہان کرتا ہے کوئی اظہار چپ
مین نے کہا مین نقد دل لایا ہون تیری نذر کو — کہنے لگا یہ دل ترا مجھکو نہین درکار چپ
مین نے کہا گر حکم ہو تو حال دل کچھ مین کہون — کہنے لگا سودا ہے تجھکو مین ہوا ناچار چپ
مین نے کہا مائل سے اپنے کیون نہین تم بولتے — کہنے لگا مجھسے نکر اس بات کی تکرار چپ

[illegible] تو باغ وصل سے [illegible] بیچ
یعنی اسکا آشنا مت ہو جو ہو وسے تردد بیچ

مائل سکے ہو سکے کب وہ مقابل سخن کے بیچ
بلبل مکے ہزار زبان گو دہن کے بیچ

ناصح تو پیرہن ہی کو کرتا ہے کیا رفو
نکلا ہے گا ہاتھ نہ میرا کفن کے بیچ

مجنون نے کیا کمال کیا تھا مگر یہی
بستی کو چھوڑ جا کے اب تھا وہ بن کے بیچ

فرہاد کو جو پوچھو تو کیا منہ چڑھا تھا ایک
اسکے سوا کچھ اور نہ تھا کوہکن کے بیچ

مائل جو ہے تمہارا سو مرتا ہے سب ہی جی
کیا جانے کیا سمائی ہے بات اسکے سن کے بیچ

نے خوف جان کا ہے نہ حرمت کا کچھ خیال
پھر پھر کے آئے ہے وہ تری انجمن کے بیچ

مطلق پڑے ہے ہیں اپنے ہی حسبِ حال وہ
اک شور عشق نکلے ہے اسکے سخن کے بیچ

الفت کی گرمی آگ رہے گی بدن کے بیچ
بعد از فنا بھی داغ سے گا کفن کے بیچ

تڑپے ہے آج برہ مین دل تڑا رہے طرح
پیدا ہوا ہے اسکو یہ آزار کیسے طرح

اے چشم لیجیو دل پہ داغ کی خبر
تیر مردہ ہو چلا ہے یہ گلزار کیسے طرح

مائل چھپے گی کیونکہ محبت کر یار کو
حسرت سے دیکھتا ہون مین ہر بار کیسے طرح

کچھ بات کر ایسی جو کچھ بات رہے یاد
یہ چوری چھپے کی بھی ملاقات رہے یاد

چارون طرف سے غم کی پڑی فوج ٹوٹ کر
دل ہے سونا تو ان یہ کہان جائے چھوٹ کر

جا نیسے تیرے خانہ دل یون ہوا خراب
لیجائے جون کسی کے کوئی گھر کو لوٹ کر

دم توڑتا ہے کیا مرے پہلو مین دل مرا
کیسا پہاڑ غم کا پڑا اس پہ ٹوٹ کر

مائل یہ تیرے شعر تو پر درد زور ہین
گویا کہ عشق ان مین بھرا کوٹ کوٹ کر

کل جو نہی اٹھا سے مجھے وہ باتون مین بگڑ کر
مین بیٹھ گیا وہ مین کلیجے کو پکڑ کر

جو وصل چاہون تو یہ کہی وہ سوال دیگر جواب دیگر
بھلا کہین یہ سنا ہے یارو سوال دیگر جواب دیگر

جو کہون مت مل رقیب سے تو تو بولی تم کسکے آشنا ہو
غرضکہ حیران ہے عقل یان تو سوال دیگر جواب دیگر

جو کہنی ہر بار آئینے کو نہ دیکھو پیاری نہین یہ بہتر
تو پھر سکے تم مجھے نہ کہو سوال دیگر جواب دیگر

کیکے آ سبھی ایسی باتین بھولی جاتین نہ ہونگی یاد وہ
ہمارے انکے ہوئی ہین جو جو سوال دیگر جواب دیگر

کہا جو اسنے کہ تم آ تو پھر کہا ہمنے مرتے ہین ہم
یہ سنکے کہنے لگا وہ اے لو سوال دیگر جواب دیگر

گر اُس سے کہئے یہ جھوٹے وعدے نہیں ہیں اچھے تو یون وہ ہمسکو
کہے ہے مائل کسی پہ مت ہو سوال دیگر جواب دیگر

آپ تو آئیگا کب مجھے وہ رنجور کے پاس
لیچلو کوئی مجھے اُس بت مغرور کے پاس

اب ترے دل کا ہے اللہ نگہبان مائل
زخم اک اور نظر آئے ہے ناسور کے پاس

قریب مرگ پہنچا ہے ترا بیمار ہے ظالم
اور اُس سے اب تلک غافل ہو تو اے یار ہے ظالم

گیا مین جان سے اور وہ نہ آیا اپنے وعدے پر
کیا تھا اُسنے کیسا مجھسے یہ اقرار ہے ظالم

خفا سارے جہان سے جسکی مین دیکھے مین رہتا ہون
سو وہ رہتا ہے میری شکل سے بیزار ہے ظالم

چلی ہے کچھ کج ادا تیغ زبان دشنام پر کھولے
عجب رفتار ہے تیری عجب گفتار ہے ظالم

وہ ظالم اور بھی برہم ہوا قصہ مرا سنکر
کیا کیون اُس سے مینے دردِ دل اظہار اے ظالم

ہوئی گو وصل کی شب پر رہے محروم ہم مائل
کیا اُس تندخو نے یان تلک انکار ہے ظالم

گر یونہی فرقت رہی تو ہے قسم میرے تئین
غم کو مین کھاؤنگا یا کھائیگا غم میرے تئین

درد و غم جو جو کہ چاہے سو دکھا پر اے فلک
اُسکی فرقت کا نہ دکھلانا الم میرے تئین

کشور ہستی مین بیٹھون چین سے کیا خاک مین
دمبدم یاد آئے ہے ملک عدم میرے تئین

زندگی میری سے سب ہمدم اُٹھا بیٹھے جو ہاتھ
ہو گیا کیا بیٹھے بیٹھی ہی ستم میرے تئین

مین کہ مائل ہون ترا مجکو بلا لے پاس اب
یا علی جلدی دکھا اپنے قدم میرے تئین

جون زلیخا دل پڑا الفت کے پیچ و تاب مین
جب سے دیکھا ہے تجھے اے رشک یوسف خواب مین

ہاتھ آنا یار کا مشکل ہے اور اے ہمدمو
حسرتین کیا کیا بھری ہین اس دلِ بیتاب مین

رفتہ رفتہ شیخ جی تم دیکھیو رندون کی بات
فرق تو کچھ کچھ ہوا ہے آپ کے آداب مین

پڑھ غزل پر درد مائل اس زمین مین اور بھی
شعرخوانی کا ہے چرچا محفل احباب مین

اشک کیون رہتے بھرے ہین دیدۂ پرآب مین
گر نظر آتا ہے وہ رشک یوسف خواب مین

ان بتون کو جو رام کرتے ہین
بخدا لوگ کام کرتے ہین

ہے خوشا وقت اُن کا جو لبریز
مئے الفت سے جام کرتے ہین

ہے اچنبھا کہ زلف و رخ سے بیان
ایک جا صبح و شام کرتے ہین

دیکھ صیاد کیسی بیتابی　ہم اسیران دام کرتے ہین
کہئے مائل سے ہم فسانۂ غم　اپنا قصہ تمام کرتے ہین

پالے ہین بہت صدمے سو رنج اُٹھائے ہین　تب وادی الفت کی ہم راہ پہ آئے ہین
جب ہونٹھون مین کچھ اُس سے ناگاہ تو ہنس ہنسکر　کیا کیا مجھے تب اُسنے دشنام سنائے ہین
اُس چال پہ چلتا ہون گو لوگ برا مانین　رستے مجھے خلوت مین جو اُسنے بتائے ہین
خاطر مین نہ کچھ لاؤنگا میری ہی کرو خاطر　گو مین نہ تمہین بھایا پر آپ تو بھائے ہین
تھا حوصلہ یہ کسکا مائل جو کسی پر ہم　از راہ زبردستی وہ دل مین سمائے ہین

مین ہون مائل آپ کا اتنا تو اے جان کرو　عید قربان ہے مجھے بھی آج قربانی کرو
دلکو ہیکا پڑ رہا ہے کوچۂ دلدار کا　ہر طرح جا دیکا کتنی ہی نگہبانی کرو

بات چیت میرو آپ ہی ایجاد کرو　جو مجھے اُس نے کہا ہے سو تم ارشاد کرو

شک ہے تیرے تکھ چرانے پر اب یہ بات　تو نے لیا ہے دلکو میرے تو ہی چور ہے
خوشرو ہے خوش مزاج ہے خوشخو ہے خوش کلام　مائل خدا کی سون ترا محبوب زور ہے

کام تمسکو آپڑا ہے جس بت خود کا ہے　تنگ کیا کیا اُسکو آتا ہے ہمارے نام سے
گو بہار آئی کھلے گل باغ [illegible] مین کیا کرون　مت کہو اے ہمصفیرو ہم اسیر دام ہے

ہم دل جلونکا کچھ تو دنیا مین نام ٹھہرے　گل کہا کے ہم تمہارے داغی غلام ٹھہرے
کچھ صبح سے یہ آثار ہین آج بیقراری　مشکل ہے جان تن مین جو تا بہ شام ٹھہرے

فقط

انتخاب دیوان شائق شاگرد جرات

زخم بھر سکتا ہے مرہم سے جو ہو تلوار کا لیک چنگا ہو نہ زخمی ابروِ خمدار کا
گہہ لبون پر جان گہہ آنکھون مین دم آتا ہے یار دمبدم کچھ اور نقشا ہے ترے بیمار کا
غیرستی کیا خوش آوے بجز دان عشق کو آپ مین آوین تو پھر ہے دھیان چشم یار کا
لاؤن کن باتون سے شائق اسکو بہلا اپنے گھر مین فقط شاعر ہون وہ شائق نہین اشعار کا

زیبندہ یہ تو زیور ہراک ہے اُس پری کا پر قہر ہے لٹکنا سینے پہ دھکدھکی کا
اُس غنچہ لب نے پھبتی جو گل کہی کچھ مارے ہنسی کے چٹ سے منہ کھل گیا کلی کا
رہتی ہے ہاتھ مین جو اُس خوبرو کے ہر دم کیا جانئے ارادا اب کیا ہے آرسی کا

ہمکو اجاس جہان سے وہ دلِ زار ملا آہ جس جنس کا کوئی نہ خریدار ملا
گر کسی کے وہ ملاے نہین ملتا مجھ سے تو گلے سے مرے دیوے کوئی تلوار ملا
کیا ہی غل کرتے ہوے منع کو دوڑے دربان جھانکنے کو جو نہین ٹک رخنۂ دیوار ملا

سنگدل تجھ سے وہ لگاوے دل اپنا پتھر کا جو بناوے دل
پاسبان ایسے دزد کا ہو کون جو کہ نظرون ہی مین چرا لیوے دل
اپنی بھی زیست اُسکو ہے منظور روبرو اسکے کیونکہ جاوے دل
چشم ابرو نگاہ سب ظالم آہ کس کس سے جی بچاوے دل
تیرے اب جا بجا کے کھونے کو کوئی شائق کہان سے لاوے دل

کل در پہ ان کے جا کر پوچھا مین آپ گھر ہین تو ہنسکے آپ ہی بولا کیا جانئے کدھر ہین
کھولا در قفس کو صیاد نے تو ہمکو کیا فائدہ اب اپنے نہ بال ہین نہ پر ہین
مر جائین ہم تو دم مین بے یار اے عزیزو جیتے ہین جو کہ برسون اُنکے بڑے جگر ہین
برباد کرنے والے ہین آپ یک جہان کے تنہا نہ ہم تمہارے ہاتھون سے نوحہ گر ہین
کیا نفع مجھکو ہوگا خوبون کی دوستی سے عاشق کے یہ تو شائق جویندۂ ضرر ہین

یہ اُلٹی بات ہے کچھ سو پکر حیرت مین جاتا ہون کہ جسنے دل چرایا اُس سے مین آنکھین چراتا ہون
تصور اسکی شوخی کا جو دل کو گدگداتا ہے تو شدتِ جوش گریہ میں کیا کیا مسکراتا ہون

کہا جا کر کسی نے مت ستا شائق کو تو بولا — نہیں کیا کون ہو تم شوق میرا میں ستاتا ہوں

کسی کو نہ جانے نہ کچھ بات ما سنے — ملا یا ہے کس بت سے ہم کو خدا نے
لطف آمد بر تن آئی جو اس بن — تو دل ہی میں کیا کیا لگا تلملانے
گیا چوری چوری بھی میں وقت خفتن — پہ وہ یا نون مشکل ہی سے ہاتھ آنے
نہ اس میں کرو کچھ علاج اے طبیبو — مجھے مار ڈالا تمہاری دوا نے
جہان پاؤ شائق کو جیتا نہ چھوڑو — کیا ہے یہ اب حکم اس میرزا نے

بزیر دور فلک جب تلک زمانہ رہے — ہمارے سجدے کو یارب وہ آستانہ رہے
لگا گیا ہے وہ منہ پہ یہ مہر خاموشی — کہ ہوش اپنے کسی وقت بھی بجا نہ رہے
بڑا مزا ہو جو کہدے وہ مجھسے اے شائق — کہ آج شب کو کوئی یان ترے سوا نہ رہے

اک تنگ سی گلی میں آتا تھا وہ اودھر سے — کیا ہی سمٹ کے نکلا پہنچا جو میں ادھر سے
دیکھا کریں ہیں پہروں ہو کر کھڑے بحسرت — ہم اپنے بام پر سے وہ اپنے بام پر سے

باہر زلفوں میں کیوں مکھڑا چھپایا آپنے — روز روشن کو ہیں شب کر دکھایا آپ نے
کل نہ تم یاں تھے نہ اپنے گھر تھے کہیں کیا سبب — مجھکا شاید نیا کوئی بنایا آپ نے
میں تو بس قتل کر گیا یہ ذو فنونی دیکھکر — کس سلیقے سے دو طرفہ خط اٹھایا آپنے
آنکھ دکھلا سامنے غیروں کے پھر بوسہ دیا — مار بھی ڈالا مجھے اور پھر جلایا آپ نے
بات نہیں کرتا کسی سے یہ کیا پیدا غرور — ان دنوں شائق کو جو منہ لگایا آپنے

عجب شیوہ ہے آنکھوں کا کہ دن کو اشکباری ہے — جو دن کو اشکباری ہے تو شب اختر شماری ہے
کبھی مانگا جو میں نے ایک بوسہ اس سے کر منت — تو منہ نزدیک لا بولا کہ لو خاطر تمہاری ہے
(ق) جو میں نے قصد غیر کا کیا پھر مٹ کر ہنسکر — لگا کہنے کہ بچ جاتا تھا یہ شوخی ہماری ہے
سوا اسکے جو خواہان ہو کوئی حور جنت کا — مرے نزدیک تو شائق وہ بیشک مرداری ہے

تیرے کیا شوخیاں اسکی غضب وہ یہ جوانی ہے — قد و قامت فقط جسکا قیامت کی نشانی ہے
صبا تو پہ صیاد میں ہووے گزر تیرا — تو ٹک کہدیجو میرا یہ پیغام زبانی ہے
نہ یہ کیا ظلم تو نے کیا جو مجھ سے صید رنجور کو — رکھا ایسے قفس میں جس میں دانا ہے نہ پانی ہے

انتخاب دیوان ناسخ

جلوہ شمع طور نے مارا / دل خاکی کو نور نے مارا
مین عدم مین تھا زندہ جاوید / مجکو میرے ظہور نے مارا
کہتے ہین جائیُن گے ضرور ضرور / مجکو اون کے ضرور نے مارا
نہ کیا صبر عشق مین آخر / اس دلِ ناصبور نے مارا
روتے ہین قبر پر وہ کہہ کہہ کے / مرگِ عبدالغفور نے مارا

عشق کا راز کیا چھپا ہوگا / اُن کو معلوم ہو گیا ہوگا
وہ شب وصل کہتے تھے ہنس کر / دیکھ لے گا کوئی تو کیا ہوگا
در و دیوار پر ہے اِک رونق / جلوہ فرما وہ مہ لقا ہوگا
تیری چالون سے میرے نالون سے / حشر برپا جدا جدا ہوگا
نالون سے فائدہ نہین ناسخ / اور غصہ وہ پر جفا ہوگا

جسنے تری بیباک ادا کو نہین دیکھا / واللہ کہ آنکھون سے قضا کو نہین دیکھا
معلوم نہین تمکو وفا کہتے ہین کسکو / تمنے ابھی ارباب وفا کو نہین دیکھا
نازان ہوئے کیون خضر بھلا عمر پہ اپنی / حضرت نے تری زلف رسا کو نہین دیکھا

سوز درون کو آخر ہجران مین کیا ہوا تھا / آہون نے کیون کمی کی گر نالہ نارسا تھا
اب سوچتا ہون مین نے دل اُسکو کیا دیا تھا / مشہور وہ جہان مین پھر بیوفا تھا
نے تاب ہے نہ طاقت ہے ضعف و ناتوانی / اے جان دیکھ مجکو اب کیا ہون اور کیا تھا
رشکِ عدو سے نکلا مین بزم دلربا سے / جو میرا مدعا تھا غیرون کا مدعا تھا
تھا وجد سامعین کو ناسخ بزم مین شب / ناخن بدل زن اشعار اپنے جو پڑھ رہا تھا

پیری مین شوق حوصلہ فرسا نہین رہا / وہ دل نہین رہا وہ زمانہ نہین رہا
عشاق و بوالہوس مین نہین کرتے وہ تمیز / وان امتیاز نیک و بد اصلا نہین رہا
مستی مین رات وہ نہ کھلے مجھسے ہمنشین / کچھ اعتبار نشۂ صہبا نہین رہا
کیون جا ملین پھر کے کعبے سے ناسخ دیر کو / وہ سر نہین رہا ہے وہ سودا نہین رہا

نہ کہہ راز وان جھوٹ دل سے بنا کر — وہ کب سنینگے مجھکو گھر سے منا کر
مرے رونے کا حال ہے اک تماشا — وہ سنتے ہی ہنس دیتے ہین کھل کھلا کر
عدو قاصدون کو بنایا ہے آخر — رہ کوچۂ یار مین سنے بتا کر
مگر میرے آنے سے شرما گئے ہین — وہ محفل مین بیٹھے ہین کیون سر جھکا کر
وہ ہون بیوفا لیک نساخ شیدا — وفا کر وفا کر وفا کر وفا کر

قتل کے بعد وہ روتے ہین پشیمان ہوکر — جان پائی ہے یہ نساخ نے بیجان ہوکر
نزع مین یار کے آنے کا گمان ہوتا ہے — کام دشوار ہوا جاتا ہے آسان ہوکر
ساتھ ہین صبر نہ ہوش و خرد و تاب و توان — نکلے کوچے سے ترے بے سر و سامان ہوکر
پھاڑ کے غیر کا دامن وہ مگر نادم ہین — بزم مین بیٹھے ہین کیون سر بگریبان ہوکر
نہ بچا راہ مین اُس دشمن دین سے ایمان — کعبے کو جاتے تھے نساخ مسلمان ہوکر

ظاہرا موت ہے قضا ہے عشق — پر حقیقت مین جانفزا ہے عشق
عشق ہی عشق ہے جدھر دیکھو — کفر و ایمان کا مدعا ہے عشق
دیکھ نساخ گر نہ ہوتا کفر — کہتے بے شبہہ ہم خدا ہے عشق

جان سے اپنی گذر جائینگے ہم — عاشقون مین نام کر جائینگے ہم
دختر رز کو لگائین گے نہ منہ — میکدے مین بھی اگر جائینگے ہم
کیا عدو روکے گا بزم یار مین — جائینگے نساخ پر جائینگے ہم
بچگیا یکی دو باتین گر عدو — بے یقین نساخ مر جائینگے ہم

فرق نساخ اگر ان کی محبت مین نہین — کیون مزا نام کو بھی حرف شکایت مین نہین
تیری ہر بات پہ ہے محو ز پیر و جوانت — ہے ادا کونسی داخل جو کرامت مین نہین
دلربائی مین وہ استاد ہین بیشک نساخ — کونسی بات محبت کی عداوت مین نہین

اُن کے آنے کا احتمال نہین — میری تقدیر مین وصال نہین
مجھکو دشوار غیر کو آسان — گذر اس کوچے مین محال نہین
خوش ہین وہ بعد مرگ نساخ — تیرے مرنے کا کچھ ملال نہین

گر اثر نالہ و فغان مین نہین | کوئی ذی روح کیون جہان مین نہین
چلتی ہے عاشقون پہ تیغ پہ تیغ | کچھ اثر شور الامان مین نہین
خضر کی طرح کیا جئین تنہا | کچھ مزہ عمر جاودان مین نہین
مجھے دل وہ بہانے کرتا ہے | خوبرویون کے جو گمان مین نہین

کونسا طرزِ سحر پردازی
کلکِ عبدالغفور خان مین نہین

یار کا جلوہ ہے گل مین خار مین | دشت مین کہسار مین گلزار مین
جی مین ہے اب باندھئے سر سے کفن | حسرت آرایش دستار مین
دھوپ کی شدت کا حیلہ کر کے ہم | ٹھہرے اُن کے سایۂ دیوار مین
سچکیان بتیابان جانکاہیان | کیا مزے ہین مردن دشوار مین
نالہ کیون جاتا ہے ای نساخ اُدھر | کیا دھرا ہے گنبدِ دوار مین

پیری مین ہمکو شوق مے ارغوان کہان | ساقی کہان ہے حضرتِ پیر مغان کہان
کیا عیش جاودان کا بھلا ذکر ہمنشین | تیرے نصیب مین ہے غمِ جاودان کہان
کچھ مے کی بات کہنے ہی کو تھا کہ پی گیا | واعظ سے میکدے مین جو پوچھا یہان کہان
کچھ لطف زندگی کا نہین ہے بغیر عشق | پیری مین ہائے دلکی وہ بیتابیان کہان
لرزان تھے جسکے خوف سے نُہ پایۂ فلک | نساخ اب وہ نالۂ و آہ و فغان کہان

دل کا کیا کام اگر کوئی خریدار نہ ہو | جنس بیکار ہے گر رونقِ بازار نہو
سنگ زیب سر سودازدہ زنہار نہو | مجکو گر حسرت آرایش دستار نہو
دل نے جس طرح ستایا ہے ستاؤن اُسکو | ایسے محبوب کو چاہون کہ وفادار نہو
وصل مین غمزۂ محبوب سے ہو عیش سوا | لطف کیا گر طلبِ بوسہ پہ انکار نہو
وہ نہ آئے کبھی نساخ جو تاریکی مین | وعدہ کی رات برنگِ دل اغیار نہو

سارے جہان کو ہے یہ اُس فتنہ گر کیساتھ | کیونکر نہ دشمنی ہو مجھے ہر بشر کے ساتھ
کیا حال جسم زار کی [illegible] | ڈوبے گا اک جہان مری چشمِ تر کے ساتھ

اب مین ہون اور خانۂ صیاد ہمصفیر — دل سے گئی ہوائے چمن بال و پر کے ساتھ
کیا کشمکش مین جان ہے دونون کی دیکھیے — الجھی ہوئی ہے آہ ہماری اثر کے ساتھ
ناسخ دہیان زلف کا دل سے نہ جائیگا — جبتک ہے جان تن مین یہ سودا ہے سر کے ساتھ

جلوۂ یکرنگیٔ وحدت کا گل و خار مین ہے — ایک ہی تار عیان سبحہ و زنار مین ہے
مستی و میکشی و رندی و توبہ شکنی — اور کیا اسکے سوا خانۂ خمار مین ہے
نوک خنجر مین ہے نے نوک سنان مین ناسخ — بات چبھتی ہوئی جو یار کے انکار مین ہے

وہ مرا حال زار کیا جانے — وہ غم روزگار کیا جانے
زاہد خشک اپنے گوشے مین — لطف ابر بہار کیا جانے
ایک ہو وصل مین جسے شب و روز — دور لیل و نہار کیا جانے
گردش چشم یار کے غمزے — گردش روزگار کیا جانے
گہر افشانیٔ مژہ ناسخ — رگ ابر بہار کیا جانے

گر عشق سے ہے دل ناکام برا ہوتا ہے — کہ بد آغاز کا انجام برا ہوتا ہے
مجھسے کیونکر وہ ملین خوف ہے رسوائی کا — کہتے ہین عاشق بدنام برا ہوتا ہے

باغ مین پہول دیے غیر کو اور خار مجھے — یار نے دیدۂ دشمن مین کیا خوار مجھے
جھوٹ ہے پر ہے عجب راست نما لطف فزا — آکے قاصد نے دیا مژدۂ دیدار مجھے
ان سے پنہان نہین حال دل ناکام کا ہے — خلوت خاص مین کیا حاجت اظہار مجھے
حال دونون کا برا ہے سبب تنہائی مین — مین دل زار کو بہلاؤن دل زار مجھے
نہین معلوم کہ بت کون ہون کیا دین ناسخ — کہ جگہ دیتے نہین کافر و دیندار مجھے

کوچے مین تیرے یار کو لٹ کر بسر ہے — دل سوختہ کوئی ہے کوئی تفتہ جگر ہے
ناکام ہین وہ جو ہین فن عشق مین استاد — بے شبہہ فلک دشمن ارباب ہنر ہے
ممکن ہے کمر بال سے باریک ولیکن — کہتے ہین نہین اسکی کمر اسمین نظر ہے
ناسخ اوڑتا ہے تو کیون خاک بیابان — گھر مین ترے جہان ہے وہ کچھ تجکو خبر ہے

ہجر کی رات کو دم مجھکو بھی نہ ترا نام لیا — بات کچھ دل نے اگر کی تو ترا نام لیا

انتخاب دیوان رضا علی وحشت

آئینہ خیال تھا عکس پذیر راز کا ‏ ‏ طور شہید ہو گیا جلوۂ دلنواز کا
پایہ بہت کیا بلند اُسنے حریم ناز کا ‏ ‏ تا نہ پہنچ سکے غبار رہگزر نیاز کا
خستگی کلیم نے نکتہ عجب سمجھا دیا ‏ ‏ ورنہ حریف مین بھی تھا اُس نگہ دراز کا
شوق ترا ہے موجزن ذوق ترا بہا نہ جو ‏ ‏ کھول نہ دین بھرم کہین پردگیان راز کا
آہ و فغان کے ساتھ ساتھ چھا گئی ایک بیخودی ‏ ‏ قطع زبان ضرور تھا شمع زبان دراز کا
خاک مین مل گئے وسے آنکھ اُٹھی نہ شرم سے ‏ ‏ ہمسے ہوا نہ حق ادا اُسکی نگاہ ناز کا
مطرب خلد کیا سنائے وحشت خستہ کیا کہے ‏ ‏ معتقد قدیم ہے زمزمۂ حجاز کا

جلا تھا کوئے جانان کو جنونِ عشق رہبر تھا ‏ ‏ فدائے رونق آشفتہ دستاری مرا سر تھا
ہمارے صبر سے پیدا تھا اک عنوان بیتابی ‏ ‏ کبھی سر کی بھی لیتا تھا خبر جو ہاتھ دل پر تھا
ہمین بیتاب رکھتی تھی ہوائے آستان بوسی ‏ ‏ ہماری وحشت خاطر کا مقصد کوئے دلبر تھا
تری مستانہ رفتاری سے ظاہر موج دریا تھی ‏ ‏ تری ہنگامہ آرائی سے پیدا شور محشر تھا
ابھی تک دل رہا وحشت خراب بادۂ الفت ‏ ‏ ازل سے مین گرفتارِ شفیع روزِ محشر تھا

دیر تک شور تبسم نمک افشان نہ رہا ‏ ‏ رحم کو دل سے ندامت ہے کہ پنہان نہ رہا
کون جانے کہ یہ کافر نظری کس کی ہے ‏ ‏ خبر اتنی ہے کہ ثابت مرا ایمان نہ رہا
جان ہی سے مجھے داد و فا تھی مطلوب ‏ ‏ ہو گیا چار گھڑی بھی تو پشیمان نہ رہا
ننگیا مین ہمہ تن شیوۂ عجز و تسلیم ‏ ‏ مجھکو اندیشۂ بیمہری جانان نہ رہا
مل گئی وحشت دیوانہ کو تھوڑی سی زمین ‏ ‏ اب وہ ہنگامہ سر کوچۂ جانان نہ رہا

حریف دیدۂ دیدار جو کیا ہو حجاب اُسکا ‏ ‏ نگاہ آشنا ہے مجھکو ہر تار نقاب اُس کا
مجسم مہر ہے ہر چند مہر اُسکی بلا نکلے ‏ ‏ تری چشم حیا پرور کہ عالم ہے خراب اُس کا
ہے ارزان اسقدر دیدار جانان تم نہ مانیگے ‏ ‏ زلیخا کیا سناتی ہے خیال اُسکا ہے خواب اُسکا
کرم کی ہے نظر اُفتادگانِ خاک پر دائم ‏ ‏ محافظ ہے دلون کا طرۂ کج پیچ و تاب اُسکا
کلام عرفی شیراز ہے تقلید کے قابل ‏ ‏ ہمارے ریختے مین دیکھ لے وحشت جواب اُسکا

نے چشمِ التفات ہے نے خنجرِ عتاب
جینا تمھارے عشق مین دشوار ہو گیا

اب عام ہے وہ لطف کہ تھا خاص میرے ساتھ
جو دل نواز تھا وہ دل آزار ہو گیا

تھا حسن خود فروش کچھ ایسا ہی دلفریب
مین جی کو بیچکر جو خریدار ہو گیا

مین سادہ لوح واقفِ رسمِ بتان نہ تھا
اقرار عشق کرکے گنہگار ہو گیا

وہ دل کہ تھا حریف ستمہاے روزگار
آخر کو پائمال غمِ یار ہو گیا

وحشت و رازدستیِ زلفِ صنم نہ تھی
مین آپ بیخودانہ گرفتار ہو گیا

نہین خواہان ہون دولت کا نہ مین جویان ہون شہرت کا
میسر ہو تو ہان طالب ہون اک تھوڑی سی راحت کا

تری گفتار کرتی ہے لبون سے شوخیان کیا کیا
ہے تیر انداز خود مقتول اس انداز لکنت کا

چمن سے جسگھڑی وہ یوسفِ گل پیرہن نکلا
چلا بیتاب ہوکر کاروان بھی ان کی نکہت کا

ہزارون آرزوئین میری نظرون سے ٹپکتی ہین
کہون کیا کسقدر مشتاق ہون مین تیری صورت کا

تو پوچھے یا نہ پوچھے مجھکو یہ سودا مبارک ہو
یہ کیا کم ہے کہ دم بھرتا ہون مین تیری محبت کا

ہمارے سامنے وہ آنکھ دشمن سے لڑاتے ہین
وفا سر پیٹتی ہے خون ہوتا ہے مروت کا

جو عیشِ بے خلل منظور ہے وحشت محبت مین
نکرنا یار کے آگے کبھی اظہار الفت کا

عبث تھی یہ معاطرازی نہ تھا مقدور جستجو کا
ہوا ہون مجروح ناامیدی خراب ہو خانہ آرزو کا

نگاہ کہتی ہے بیکسانہ ٹپک رہی ہے بلا کی حسرت
صدا ہے گویا مری خموشی شہید ہون شوق گفتگو کا

دل و جگر خون کر رہی ہے سرورِ عشرت کی ناتمامی
شرابخانہ مین تیرے ساقی ہے کام کیا ساغر و سبو کا

بنے گا ذوقِ عطا خود اسکا محرکِ آشنا نوازی
طلب کی خاطر دراز کرنا ضرور کیا دستِ آرزو کا

دماغ میخانہ بیخودی کا، نگاہ آئینہ تحیر
عجیب کیفیتین ہین وحشت فریبِ دیدن ہو رنگ و بو کا

اس شوخ بذلہ سنج کے فقرون کا کیا جواب
ہر نکتہ انتخاب ہے ہر بات لاجواب

پنہان ہے کچھ سوال کسی کی نگاہ مین
کیا ہو جو دے تو اسے نگہ آشنا جواب

ناکام اشتیاق کوئی مر ہی کیون نہ جائے
خاموشی ہی سے دینگے وہ ہر بات کا جواب

گدائے میکدہ ہون سر مین ہے ہوائے قدح
مجھے نصیب نہ یا رب ہو کچھ سوائے قدح

شگفتگی ہے عیان مثلِ خندۂ ساقی
نشاط خیز ہے کیا رونے خوشنماے قدح

وہی ایک ذوقِ خیال ہے نہ امید ہے نہ ملال ہے
یہ کمال شانِ جمال ہے دل و جان ہے جسکے اثر سے خوش

دل و جانِ وحشت بنوا ہے شہیدِ لذتِ شعر کا
کوئی خوش ہوا یا نہوا اسکو کیا وہ ہے آپ اپنے ہنر سے خوش

پیدا ہے شور نالہ و فریاد ہر طرف
ہوتی ہے تیرے عہد میں بیداد ہر طرف

نالان ہین دردِ عشق سے بیمار چارسو
پھیلی ہے بوئے خاطرِ ناشاد ہر طرف

بھولا ہوا ہے کوئی اپنے وجود کو
طوفان اُٹھا رہی ہے تری یاد ہر طرف

تونے جو غیر کو نستایا بھلا کیا
جاتی تری شکایتِ بیداد ہر طرف

تیری خموشیون نے کلیجے کئے ہین خون
برپا ہے ایک محشرِ فریاد ہر طرف

ہے بوئے عشق رہبر ہر موجۂ نسیم
عاشق کی خاک بسکہ ہے برباد ہر طرف

وحشت مچی ہے دھوم ہمارے کلام کی
کرتے ہین ذکر طبعِ خداداد ہر طرف

شوقِ بہار مین دیکھے کوئی بہارِ شوق
دیوانہ ہون چمن کا نہ ہے کاروبارِ شوق

مانا کہ جامِ وصل ہے لبریزِ صد نشاط
رکتا ہے کوئی گریۂ بے اختیارِ شوق

تجھکو قسم وفا کی نہ رکھنا قدم دریغ
اُٹھے جو کوئے عشق سے ظالم غبارِ شوق

دیتا یہان بگاڑ نہ دین صبر کام کو
رعبِ جمال کاشکے ہو پردہ دارِ شوق

وحشت لگا کے چھوڑیگا یہ جسم کو بھی آگ
دل پھونک کر رہیگا نہ یونہین شرارِ شوق

وہی ہے بانکپن اُسکا وہی اپنا تکلف بھی
رقم ہوتا ہے مکتوبِ محبت زرنگار اب تک

کیا جانے کہان سے دلِ مضطر مین لگی آگ
کس گھر سے اُٹھی آگ کہ اس گھر مین لگی آگ

کہیئے اسے ساقی کی تجلی کا کرشمہ
گر آتشِ تر سے خم و ساغر مین لگی آگ

رخسار ہے شعلہ تو دھوان ہے وہ خطِ سبز
آئینے سے آئینے کے جوہر مین لگی آگ

کس نوگلِ خندان نے کیا خونِ وفا کا
کس سوختہ سامان کے مقدر مین لگی آگ

کاغذ متحمل نہین وحشت کے سخن کا
اشعار تھے یہ گرم کہ دفتر مین لگی آگ

قسمت مین ناامیدی و حسرت ہے کیا کرون
اُس بیوفا سے مجھکو محبت ہے کیا کرو

کسکو خبر نہین ہے کہ دیتا ہے وہ فریب
یان تو فریب کھانے کی عادت ہے کیا ک

مین بیمروت اُسکو کہون گا نہ زینہار
یہ اقتضائے رسمِ مروت ہے کیا کرو

بگڑے جو اپنی بات تو قسمت سے کیا بنے — آئے کسی پہ دل تو طبیعت سے کیا کرون
وحشت مجھے غلامی دربان قبول ہے — تنہائی فراق سے وحشت ہے کیا کرون

ہے جستجوئے مرگ جواب ہجر یار مین — کیا آگ لگ گئی دل اُمیدوار مین
مطلب ہے سیر باغ سے افزائش جنون — ورنہ دھرا ہی کیا ہے نسیم بہار مین
تنگ آ گئے تغافل صبر آزما سے ہم — ٹپکی ہی کاش لین وہ دل بیقرار مین
ہون گلفروش جلوۂ صبح وطن ہنوز — بے لطف کیون ہو شام غریبی بہار مین
وحشت نہ پوچھ مستی جیب و جنون دست — وحشت نے گل کھلائے ہین جوش بہار مین

خیال وصل سے تسکین ہو کیا شبہائے فرقت مین — کہ مجھ کمبخت پر روشن ہے جو لکھا ہے قسمت مین
قیامت کا وہ قائل ہی نہین ہوتا قیامت ہے — مین کیونکر اُسکو سمجھا دون کہ سمجھونگا قیامت مین
نگاہ لطف ایسی کیا جو دشمن پر بھی پڑتی ہو — ستم ہی لکھدیا ہوتا الٰہی میری قسمت مین
کسی عنوان سے ہو پر ذکر تو ہے شاہدے کا — مزہ آتا ہے اے واعظ مجھے تیری نصیحت مین
مین اُسکے لطف کا محتاج اور وہ مجھسے مستغنی — محبت کا برا ہو ڈال رکھا ہے کس آفت مین

تلخی کش نومیدی دیدار بہت ہین — اُس نرگس بیمار کے بیمار بہت ہین
عالم پہ ہے چھایا ہوا اک یاس کا عالم — یعنی کہ تمنا کے گرفتار بہت ہین
محنت ہو مصیبت ہو ستم ہو تو مزا ہے — ملنا ترا آسان ہے طلبگار بہت ہین
عشاق کی پروا نہین خود تجھکو وگرنہ — جی تجھپہ فدا کرنے کو تیار بہت ہین
وحشت سخن و لطف سخن اور ہی شے ہے — دیوان مین یارون کے تو اشعار بہت ہین

بنایا کسکی چشم سرگین کا رازدان مجکو — کہ خود دینے لگی تعلیم خاموشی زبان مجکو
اسیری ہے نصیبون مین اسی دن سے مین سمجھا تھا — کہ محو بیخودی کرنے لگا ذوق فغان مجکو
گلستان کر دیا ہے دامن دلکو تصور نے — ہوا کے شوق مین حاصل ہے عیش جاودان مجکو
بہت سی ٹھوکرین کھائی ہین جب پہنچا ہون اس حد تک — کہان پہنچائے دیکھون خدمت پیر مغان مجکو
غلام معتقد ہون وحشت اُس صاحب مروت کا — نصیبون سے ملا ہے آج شمس نکتہ دان مجکو

ترا خیال شریک بلاکشان کیون ہو — وصال کا الم ہجر پہ گمان کیون ہو

ہے آشیانہ کہاں، برق کی بلا کو غرض — حریفِ یکدوِ خس و خار گلستاں کیوں ہو
فغاں ہے شیوۂ آزردہ خاطراں اے دل — اثر نہیں نہ سہی چپ تری زباں کیوں ہو
کہاں گئی تری غیرت، کدھر ہے تیرا غرور — ترا ستمزدہ پامال آسماں کیوں ہو
قدم سے جو تمہارے سبکسری تھی مری — خدا کیواسطے تم اتنے سرگراں کیوں ہو
مشاعرے میں غزل اپنی کیوں پڑھو وحشت — جنوں کا راز سرِ بزم یوں عیاں کیوں ہو

مبارک اور گلچیں ہو کوئی تیرے گلستاں کو — کہ ہم تو یاں سے چنکر چلے گلہائے حرماں کو
مزا تو اُسکے نظارے سے ایماں تازہ ہوتا ہے — خدا رکھے سلامت اُس عدوئے دین و ایماں کو
مجھے بیتاب رکھتا ہے یہاں خود ذوقِ بربادی — تمہیں سمجھاؤ کچھ اپنی نگاہ فتنہ ساماں کو
یہی مطلب کی دشواری ہے خود تمہید آسانی — صباحِ وصل کی ہے جستجو شبہائے ہجراں کو
یہ حسنِ دلنواز اُسپر یہ طرز میرزایانہ — کوئی دیکھے ذرا اُس پادشاہ کجکلاہاں کو
حریفِ نالہ ہو گر نغمۂ نے تیری محفل میں — شرارِ آہ سے میں پھونکدوں سارے گلستاں کو
کہوں کیا سجدہ ہائے شوق کی ہنگامہ آرائی — وہ طوفاں یاد ہے ابتک زمینِ کوئے جاناں کو
قیامت ہے ہمارے کلبۂ احزاں کی تاریکی — جمالِ یار نے روشن کیا کسکے شبستاں کو
کلامِ میر پڑھ پڑھ کر ہوا ہوں نکتہ ور وحشت — تلمذ ہے اُسی اُستاد سے طبعِ سخنداں کو

سرور افزا ہوئی آخر شراب آہستہ آہستہ — ہوا وہ بزمِ مے میں بے حجاب آہستہ آہستہ
رخِ روشن سے یوں اُٹھی نقاب آہستہ آہستہ — کہ جیسے ہو طلوعِ آفتاب آہستہ آہستہ
بڑھا ہنگامۂ شوق اس قدر بزمِ حریفاں میں — کہ رخصت ہو گیا اُنکا حجاب آہستہ آہستہ
بلا ہیں زاہدانِ شہر وحشت مے پرستی میں — ہوا ہوں اُنکی صحبت میں خراب آہستہ آہستہ

چھوڑ جائے خوں میں غلطاں یہ دلِ قاتل میں ہے — وائے وہ اک آرزو جو خاطرِ بسمل میں ہے
گرد پھر پھر کر فدا ہوتا ہے یہ کس کا غبار — بند کس دلکی تمنا پردۂ محمل میں ہے
اک قیامت کا سماں آگے ترے کوچے میں تھا — اب وہی ہنگامۂ محشر تری محفل میں ہے
مجمعِ اربابِ سخن ہے یا ہجومِ ناکساں — وحشتِ آتش زباں خاموش کیوں محفل میں ہے

مجھ پر ہے وہی لطف جو اوروں پہ رہا ہے — نا قدر شناسی نہیں صاحب تو یہ کیا ہے

کیون مجکو زخود رفتہ کئے دیتی ہے یارب — وہ بوئے دل آویز کہ ہمدوش صبا ہے
اتنا ہی نہین یاد کہ ہے کس کی مجھے یاد — اے بیخودی شوق یہ کیا رنگ ترا ہے
ہان ذوقِ ستم غرہ کہ وہ بے سبب آزار — سرگرم دل آزاری ارباب وفا ہے
محفل مین ہے بے لطف نوا سنجی یاران — ہان نغمہ سرا وحشتِ آشفتہ نوا ہے

جان اُسکی اداؤن پہ نکلتی ہی رہے گی — یہ چھیڑ جو چلتی ہے سو چلتی ہی رہے گی
دل رشکِ عدو سے ہے سپندِ سرِ آتش — یہ شمع تری بزم مین جلتی ہی رہے گی
اِک آن مین وہ کچھ ہین تو اک آن مین کچھ ہین — کروٹ مری تقدیر بدلتی ہی رہے گی
انداز مین شوخی مین شرارت مین حیا مین — وان ایک نہ اک بات نکلتی ہی رہے گی
وحشت کو رہا اُنس جو یون فن سخن سے — یہ شاخ ہنر پھولتی پھلتی ہی رہے گی

دیکھکر مجکو جو وہ حال مرا جان گئے — جی کے ارمان دل بیتاب کے قربان گئے
بدگمانی کی سزا مین نے یہ اچھی پائی — ضد یہ آیا تھا کہ پھر وہ کہین مہمان گئے
تابہ گفتار تمنا کا پہنچنا معلوم — ہم ترے جورِ تغافل کی روش جان گئے
ربط اغیار سے تیرا کسے آتا تھا یقین — ہم تو کب ماننے والے تھے مگر مان گئے
شومیٔ عشق کہ ہم ہوگئے رسوائے جہان — خوبیٔ حسن کہ سب آپ کو پہچان گئے

وحشتِ مبتلا خدا کے لیے — جان دیتا ہے کیون وفا کے لیے
آشنا سب ہوئے ہین بیگانے — ایک بیگانہ آشنا کے لیے
غالب آئی فرامشی اُس کی — وعدہ تڑپا کیا وفا کے لیے
جستجو ننگِ آرزو نکلی — درد رسوا ہوا دوا کے لیے
ہے خموشی مجھے زبان وحشت — فکر کیا عرضِ مدعا کے لیے

رہے جاری کہان تک اشک خونین دیدۂ تر سے — لہو پانی ہوا جاتا ہے جب ظالم ترے ڈر سے
ترے لب تشنگانِ شوق مرکر بھی رہے پیاسے — کوئی صورت کشادکار کی نکلی نہ خنجر سے
گدائے میکدہ ہون کوئی بس ہے تسلی کو — غرض ہے مجکو شیشے سے نہ مطلب مجکو ساغر سے
مگر جذب محبت دے اُنہین توفیق پرسش کی — کھڑے ہین دور وہ اپنے مریض غم کے بستر سے

بنے چشم و چراغِ رہ نوردانِ بلا وحشت
کرے دشتِ جنون گر کسبِ ویرانی مری گھر سے

حاجت شراب کی ہے نہ چنگ و رباب کی
بدمستیان غضب ہین شبِ ماہتاب کی

فارغ ہوئے مطالعۂ گلستان سے ہم
اب شرح لکھ رہے ہین محبت کے باب کی

پردہ کھلا نہ حضرتِ واعظ کی چال کا
تسلیم ہمکو بھی ہے بزرگی جناب کی

تیری ادا کہ بے ادبون کی ادیب ہے
تعلیم دے رہی ہے مجھے اضطراب کی

مجبور ہم ہین اور فرشتوں کو دیکھئے
فہرست لکھ رہے ہین عذاب و ثواب کی

اے رستخیز اٹھ کہ تماشے کا وقت ہے
اُس شوخ نے بنائی ہے صورت عتاب کی

کیا کیا بگڑ رہے ہین وہ اہلِ نظارہ پہ
تقریب ہے کشودنِ بندِ نقاب کی

اے نوبہارِ تازہ کسی دن تو یاد کر
افسردگی کو اس دلِ ناکامیاب کی

وحشت وہ عیش مجھکو نہ بھولے گا عمر بھر
کرتی تھی بیحجاب اُسے مستی شراب کی

یہ تھی انتہا غمِ عشق کی مرے دلکو بیخبری رہی
نہ وہ آہ نیم شبی رہی نہ وہ زاری سحری رہی

وہ عجب تبسمِ ناز تھا کہ صبا کو بھی عرق آگیا
نہ تو گل مین رنگ ادا رہا نہ چمن کی جلوہ گری رہی

کہون کیا مصیبت اندرونی کہ سخن بھی وفا کی بو
مری خاک وادیٔ عشق مین رہی محو در بدری رہی

ہے یہ حالِ وحشتِ خستہ کا ستمِ جہالتِ عام سے
کہ نہ شوق شعر و سخن رہا نہ ہوائے نکتہ وری رہی

کوئی منتظر مرے دلبر بھی یار ہو جائے
تری بلا سے اگر بیقرار ہو جائے

سبب نہ پوچھ مرے دل کی بیقراری کا
یہ چاہتا ہے کہ تجھپر نثار ہو جائے

غرورِ حسن اگر ہے نہ دیکھ آئینہ
ترا حریف نہ تجھ سے دوچار ہو جائے

ترا وصال کہان، دلکو ہے یہی بہتر
کہ خوگرِ المِ انتظار ہو جائے

نہ رکھ نظارے کی اُس کم نصیب پر تہمت
جو تجھ کو دیکھ کے بے اختیار ہو جائے

نہ میسر آئی اک دن مجھے قلب کی حضوری
ہے سرورِ وصل ہی کچھ نہ خمارِ رنجِ دوری

نہین کام کا سلیقہ ہے ولے ہوائے خدمت
نہ کہین سبک بنائے مجھے میری بے شعوری

مین غرور ہون مجسم کہ ہے ناز خاکساری
مین قصور ہون سراپا کہ ہے زعمِ بے قصوری

ترے پھر کر آتے آتے کہین یہ نہو کہ قاصد
مری جان پر بنا دے مرے دل کی ناصبوری

فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان حسرت استاد جرأت

کیون مرے خون سے شمشیر کو آلودہ کیا — آپنے رنج اٹھایا مجھے آسودہ کیا

جی دیا، صبر کیا خاک ہوا پر نہ ہلا — جو کہا آپ نے مین آپکا فرسودہ کیا

زیست مین بادہ کشی حسن پرستی ہو مزا — اس سوا جسنے کیا کام سو بیہودہ کیا

دہر سعار سے یان قلب کا سودا نہ بنے — فائدہ کیا ہے اگر مس کو زر اندودہ کیا

اٹھ گئے واہ جو تھے سخن کی حسرت — کہکے اشعار قلم کو بھی مین فرسودہ کیا

کیون مچایا ہے دل بیتاب نے غل کیا ہوا — صبر کیا آفت پڑی تجھپر تحمل کیا ہوا

یون خزان آئی چمن برباد ہے بلبل کیا ہوا — لالہ و سوسن کہان مین سنبل و گل کیا ہوا

کون آیا سنگدل منجوار نیچا زمین آج — شیشے کیون ٹوٹے پڑے مین سیا قیاں کیا ہوا

دل تو سیرا ہو گیا آشفتہ اسکی زلف کا — تیرے کیون موہین پریشان تجھکو سنبل کیا ہوا

دلبر نہیں اختیار اپنا — افسوس گیا قرار اپنا

لایا نہ کوئی چراغ و گل یان — بیکس ہی رہا مزار اپنا

جون لالہ بہار کر رہا ہے — یہ سینہ و داغدار اپنا

کی دل نے بھی آہ بیوفائی — کوئی نہین غمگسار اپنا

کیا مے تھی وہ تجھ مین چشم ساقی ق — ٹوٹا نہ کبھی خمار اپنا

ممکن ہی نہین کہ جیتے جی ہو — اس کوچے مین پھر گذار اپنا

ہان بعد فنا اڑا کے پہنچائے — اکروز صبا غبار اپنا

تو آنیکو یا نکے دن گنے ہے — ہم کرتے مین شمار اپنا

تیرا تو تب اعتبار کیجے — جب ہو وے کچھ اعتبار اپنا

حسرت کو دکھا دے زندگی مین — منھ آ نکے ایک بار اپنا

کیون نہین سمجھتے مین آنسو چشم تر کو کیا ہوا — ہو گیا دریا ہی خون میرے جگر کو کیا ہوا

صبحدم نالے سحر کے جتنے تھے خالی گئے — ای دعائے نیم شب تیرے اثر کو کیا ہوا

کل گئے ہم جو پاس حسرت کے ق کیا کہیں سخت ماجرا دیکھا
راہ میں سنتے تھے کہ ہے بیمار گھر جو پہونچے اُسے موا دیکھا

تو نے جو منہ سے کہا میں نے سنا اور سنا پر مرا افسانۂ یار کہا اور سنا
منع جب کرتے تھے ہم تب تو نہ مانا اے دل اب پشیمان ہے کیوں غم اسے جا اور سنا
کل کسی نے جو کہا مرتا ہے عاشق تیرا ہنس کے غیروں کی طرف کہنے لگا اور سنا
کہہ تو حسرت کہ تیری جان ہے کیا حالت سے ہر گھڑی مجھسے ترا درد بنیا اور سنا

خدا حافظ ہے کیوں محفل میں اُسکا نام آیا تھا تڑپنے سے ابھی دلکو مرے آرام آیا تھا
سزاوار اسیری تو ہوئے ای تخت ہم بارے ابھی صیاد لیکر اسطرف کو دام آیا تھا
بہاریں ہمکو ہوگئیں یاد ہے اتنا کہ گلشن میں گریبان چاک کرنیکا ہی اک ہنگام آیا تھا
نہیں معلوم کیا تھا جو سحر تک شمع رویا کی کہے اپنا حال پروانہ سنانے شام آیا تھا
امل منت تری کیا ہے وہ ابرو جب سے دیکھے تھے اسی دم سے ہمیں تو مرگ کا پیغام آیا تھا
وفا سمجھا تھا میں پر لکو لیتے ہی نہ وہ ٹھہرا جو دیکھا تو غرض کو اپنی وہ خود کام آیا تھا
ہوا لبریز جام زندگی جسوقت ای حسرت دریغ اسوقت میں ساقی نے پیا جام آیا تھا

کل مجھے اس شوخ سے جو درد کا اظہار تھا کیا کہوں گریہ کناں ہر اک پس دیوار تھا
کیوں کہا منع اسکو میرے قتل سے ای دوستو اس سپاہی زا دے کا میرے یہ نہیں ادار تھا
جسنے لطف اسکا کہا میں دہن ہولا رو کے آہ پہلے میرا بھی اسی صورت سے ظالم یار تھا
غیر کے بس رو برو ہوتے ہی وہ تیور نہیں ٹک ادھر تو پیارے مجھسے کیا ترا اقرار تھا
لب پہ کہہ تو سہی تو حسرت کی شفا کیوں اسطے دیکھ آیا ہوں میں کل اسکو بہت بیمار تھا

مطلب نہیں ہے شکوا ان ہمدموں کا حسرت مجھے ہے رونا اس دل کی حسرتوں کا
ہر اشک ہے وہ قاصد ہے جسکے پاس فتر تیری شکایتوں کا میری حکایتوں کا
اک روز وقت پاکر کو حسین اسکے جا کر (ق) کرنے لگا بیان میں اپنی مصیبتوں کا
دل کو کیا مخاطب اور اُس سے میں نے پوچھا کاے یار تو ہے پامال ان سرو قامتوں کا
اک بات تجھسے پوچھوں گر راست تو بتا دے سینے میں تھا وہ رہنا تجھکو فراغتوں کا

ظالم بتا تو مجھکو کیا تجھکو عاشقی مین — حاصل ہوا ہے ثمرہ ان ساری محنتونکا

ہان یہ مین جانتا ہون جبکا ہے تو ستمکش — شائق ہے اتدن وہ تیرا ہی اذیتون کا

کہتا تھا مین یہ جلسے اسکو سنا سنا کر — حسرت بیان سن اب اسکی شرارتونکا

سن سن کے غیر سے وہ یون مسکرا کے بولا — کیا اسکو جھینکنا ہے طالع کی شامتونکا

آہ مین نالان نہین درد نہانی کے سبب — درد جو دیکھے سو مین اس زندگانی کے سبب

شمع نے اس بزم مین کل کی زبان اپنی دراز — مین جلا اور کچھ ہوا نہ زبانی کے سبب

سوگوار ذکی نظر سے گر ہی جاے ورنہ تو — آبرو ہے چشم تجھکو خونفشانی کے سبب

نامہ بر دل سے نہین بہتر کوئی یہ سمجھ گئے — اسکو بھی بھیجا نہ مینے بدگمانی کے سبب

کیا مجال اسکی کہان تو اور کہان میرا غبار — لگ چلا دامن سے تیری مہربانی کے سبب

اپنے لب تو وا نکر اے خندہ زخم جگر — خرخ دیگا لا کھہ غم اس شادمانی کے سبب

حشر مین حسرت کے سینے مین ہونگے کئی داغ — وان اسے بیجانیو تم اس نشانی کے سبب

بھلی ہے غیر کے الطاف سے جفای حبیب — وہی رضا ہے ہماری جو ہے رضائے حبیب

نہ سمجھون اپنا کسیکو رقیب رشک سے مین — وہ میرا دوست ہے جو ہووے آشنائے حبیب

وہ خواہ قتل کرے خواہ میری جان بخشے — کہ مرگ زیست پہ مختار ہے رضائے حبیب

نہیں تیغ یار سے گردن پھراؤں مین ہرگز — کہ عین لطف سمجھتا ہون مین جفائے حبیب

تصدقے شمع کے صدقے ہون بلبلین گل پر — کوئی کسی کے فدا ہو مین ہون فدائے حبیب

بہشت کی مجھے ترغیب تو نہ دے واعظ — کسیکی مجھکو تمنا نہین سوائے حبیب

ہمیشہ مجھسے وہ کہتا تھا مر کہین حسرت — ہزار شکر پذیرا ہوئی دعائے حبیب

پھرے جا کے اس گلی مین نہ تھی صبا کی قدرت — سو وہان رقیب مسکن کرے اب خدا کی قدرت

مجھکو روتے ہی گذری ساری رات — ہجر کی بھی بلا ہے بھاری رات

دن تو کٹتا ہے شغل مین لیکن — درد دیتا ہے زخم کاری رات

کسی دشمن کو بھی نصیب نہ ہو — جیسی تجھ بن کٹی ہماری رات

زلف مین کیونکہ دل کو ہو آرام — کرے بیمار بیقراری رات

گھر میں میرے چراغ سے روشن، یار کی چشم تھی خماری رات
وصل کی شب نہ پوچھہ حسرت سے ق کتنی رکھتی تھی پائداری رات،
وہیں تو آیا بس و نہیں و،،، کہا کہ ہوئی صبح ایکباری تھی رات
وصل ہے عیش کی آمد ہے ادھر آجکی رات غم کا اس دل سے ہے آہنگ سفر آجکی رات
دربدر رد رہ ہوا دل سے نکلکر میرے عیش اس گھر پہ ہے حلقہ زن در آجکی رات
لب ہے لبریز مرا قہقہہ شادی سے کیوں شہید نہوں دیدہ تر آجکی رات
کوچ کرتا ہے الم درد کی اب رخصت ہے دیکھیں کس جا پہ یہ لیجائے بسر آجکی رات
منجر یار میری لینے خبر آیا ہے دین و دنیا کی نہیں مجھکو خبر آجکی رات
کل کو کیا جانیے صحبت یہ رہی یا نہ رہے ساقیا جام جو بھرنا ہے تو بھر آجکی رات
صبحکو پیر دہی حسرت ہو وہ لشکر غم کوئی تاراجی سنو مجھا ہے یہ آجکی رات
آنکھوں میں دم رہتا سو بھی چلا سو فا سیہو تیغ آنا اگر ہے تجھکو تو جلدی سے آئیو تیغ
گر ہوتا ہے قتل ہی کرنیکو آتے یہاں اور با وفا جو ہو تو برائے خدا نیو تیغ
گر شرم اپنے قول کی ہے تجھکو آپ آ اور جو نہیں تو خلق سے کرکے حیا نیو تیغ
جان بخشی میری کرنی ہو تو آکرم سے یہاں اور دلربائی ہو تو بناز و ادا نیو تیغ
گر ہے کچھہ غرض ہو تو مطلب کو اپنے آ اور کچھہ نہ کام ہووے تو بے مدعا نیو تیغ
گر بے خطا ہوں میں تو مجھے آکے وصل دے اور ہو گناہ میرا تو دینے سزا نیو تیغ
القصہ اب نہیں ہے ذرا تاب انتظار مسطور جانے پاس تو حسرت کی آنیو تیغ،
دیکھی نہ ایسی جنگ نہ میں نے بہار صلح سو بار دن میں لڑتی ہوا اور سو ہی بار صلح
کچھہ حرف دوستی ہو تو ہو جنگ صلح بھی تجھسے امید جنگ نہیں در کنار صلح
دست جنونکو جنگ گریبان سی گو نہیں پر تجھسے رکھے جو بہ فصل بہار صلح
بائے رقیب صلح کے اب درمیان ہے کس طور سے رہیگی میان پائدار صلح
کہتا ہے تو ملونگا نہ اس سے پر آجکل حسرت کریگا آپ سے بے اختیار صلح
جوں گل کی چاک جیب سے دیوے چمن بہار رکھتا ہے دشت میں مرا دیوانہ پن بہار

مانند گل کرون مین گریبان کو چاک چاک / آتا ہے میرے جی مین بہی بار بار جوش

ہر چند آہ و نالہ کو کرتا ہون ضبط مین / پر وہ کچہہ مجہکو آئے ہے بے اختیار جوش

حسرت مجہے ہے ڈر کہین آنسو اُبل نجائین / رکہتا ہون جی کا جی ہی مین مین بار بار جوش

دیکہتے ہی شمع کو جاتا ہے پروانے کا ہوش / آہ پر رہتا ہے کیونکر اسکو جلنے کا ہوش

مست مین تو ہو گیا تیری نگہ سے ساقیا / اب نہین مجہہ مین پیالے اور پیمانے کا ہوش

ہو گئی بلبل قفس کو دیکہتے ہی بیحواس / کچہہ نہیں اسکو رہا ہے آب اور دانے کا ہوش

تیرے کوچے مین مین جا کر یا تلک ہوتا مست / جو نہین رہتا مجہے پہر گہر تلک جانیکا ہوش

جو نہیں دم کر عشق چہیڑا ابس ہوا بیہوش مین / آگے حسرت کچہہ رہا مجہکو نہ افسانیکا ہوش

قابل نفاست نہین اس خانہ ویرانی کی بساط / دیکہہ لے وحشت جنون میرے گریبان کی بساط

کوڑیون کے مول بیچا مصر مین تونے فلک / ہائے اس یوسف کو جو تہا سارے کنعان کی بساط

دین و ایمان کرکے غارت لیکو بہی وہ لیچلا / تہی یہی مجہہ غمزدے مسکین پریشان کی بساط

ساقیا کیا مست ہووے کوئی اسکے دور مین / ہے فقط اک جام واژون چرخ گردون کی بساط

دو نو عالم کا ہے عرصہ تنگ وحشت پہ مری / میں قدم صحرا مین کیون کیا بیابان کی بساط

تونے اے غم انکو بہی کہو یا رلا کر ہے غضب / تہے کئی ٹکڑے جگر کے چشم گریان کی بساط

ایک بوسہ دیتے انکا حوصلہ ہوتا ہے تنگ / خوب حسرت دیکہہ لی ہمنے بہی خوبان کی بساط

اتنی مجہے نہین ہے دل و جان کی احتیاط / منظور جتنی ہے تیرے پیکان کی احتیاط

گر ہے یہی بہار کی شورش تو ناصحا / مجہسے نہ ہو سکیگی گریبان کی احتیاط

کچہہ اس سے میرے پاؤن کے ہے آبلون کا کام / اے برق کیجیو خار بیابان کی احتیاط

آتی ہے کوئی دم مین خزان توڑتی دی گل / کیا باغبان کرے ہے گلستان کی احتیاط

وہ جسکو معصیت سے بچاوے وہی بچے / حسرت نہ کام آئی کچہہ انسان کی احتیاط

تیری لکنت کا کیا ہے خوشنما لفظ / قیامت ایک ادا سے ہوا دا لفظ

زبان تیری زبس ہے لطف کی جا / یہان اٹکے ہے اکثر جا بجا لفظ

نہین ہوتا جدا وہ چہوڑ کر منہ / ہوا ہے اسپہ شاید مبتلا لفظ

ہو لیے مست لغزش اس سبب سے
میاں لب تیرے کیفی ہے کیا لفظ

بہت مشتاق ہے سننے کا حسرت
کوئی تو منہ سے کہہ بہر خدا ایک لفظ

اے فلک باقی نہیں میرے جگر میں جائے داغ
اور کیوں دیتا ہے مجھکو داغ بر بالائے داغ

تجھسا مہرو داغ ہجران دیکھ یوں جاتا رہا
حیف غم افسوس حسرت ہائے حرمان وائے داغ

سخت بیدردی ہے بیدردوں سے کہنا درد دل
منت مرہم نہ لیجیے کھینچیے ایذائے داغ

جان جاتی ہے مری درد و الم سے کیا کروں
آہ اے بیتابی دل وائے شور شہائے داغ

کیا غرض ہے جو کسی گل کیلئے گل کھائیے
دل ہے حسرت داغ ظاہر میں نہیں وابی داغ

کیا ستم ہے ساقیا ہمکو جو تو جانے حریف
تہ نشین ہم اور پئیں بھر بھر کے پیمانے حریف

دردی مے کی عنایت کر مجھے پیر مغان
کر گئے خالی اگر سارے ہی خمخانے حریف

غیر کا کیا شکوہ کیجیے مارتا ہے دل تکرار رشک
مجھکو لیجاتا ہے واں یہ سب لڑوانے حریف

ایک نظر دیکھا تھا کیا تجھکو کہ آیا مجھپہ ظلم
کیا کہوں میں ہو گئے سب اپنے بیگانے حریف

سچ تو یہ ہے طرز حسرت کی سخن کی خوب ہے
میں کہے جاونگا گو اسمیں برا مانے حریف

ہمکو نہ مرگ نے نہ قضا نے کیا ہلاک
اسکے ستم اور اپنی وفا نے کیا ہلاک

کوئی دشمن سے بھی کرتا ہے اس سلوک
دوستی کر کے میاں تم نے کیا خوب سلوک

تیری فرقت میں ہے شام و سحر مجھکو عجب مشکل
جو شب کاٹی تو دن مشکل جو دن کاٹا تو شب مشکل

کرم ہی کھول جو عقدے پڑے ہیں کام میں میرے
ترے آگے ہیں سب آسان کے نزدیک سب مشکل

نہ جب دیکھنے کی تاب ہجر و وصل آسان ہے
غرض جو آگے مشکل تھی وہی مجھکو اب مشکل

کہاں تک بیقراری اے دل بیتاب بس ہی کر
ہوا جینا مجھے دنیا میں اب تیرے سبب مشکل

ابھی تو حسرت اسیر عشق یہ پوشیدہ ہے تیرا
وہ جب پہچان جائیگا تجھے ہوویگی تب مشکل

ظلم کر اور نہ کہہ عاشق بدنام سے کام
اپنے تو کام میں وہ کیا ہے میرے کام سے کام

آہ کیا جانے گل و باغ کو وہ مرغ اسیر
جسکو بیضے سے نکلتے ہی پڑا دام سے کام

گردش چشم نے ساقی کی چھکایا ہے ہمیں
کچھ نہیں ہمکو رہا گردش ایام سے کام

شیخ کو اسکی بہشتیں ہوں مبارک ہمکو
شیشہ و ساقی و گل یار و مے جام سے کام

صبح روشن ہی گلشن مین مبارک گل کو
حسرت اپنی مجھے غربت کی ہی اس شام کا سوم

آخر ترے غم مین مرگئے ہم
بھرنا تھا جو دکھہ سو بھر گئے ہم

عقبیٰ کی بھی کچھہ خبر نہین ہے
دنیا سے تو بیخبر گئے ہم

کر ٹک تو اثر کہ اپنے جی سے
اے نالۂ بے اثر گئے ہم

شبنم کی مثال اس چمن مین
شب آئے تھے ہم سحر گئے ہم

کل روتے ہوے جو اتفاقاً ق
حسرت کے مزار پر گئے ہم

پڑھتا تھا یہ شعر وہ تہ خاک
بس سنتے ہی جیکے مر گئے ہم

واماندون پہ دیکھئے کہ کیا ہو
اپنا تو تباہ کر گئے ہم

یہ آب آتشین تاثیر ہے یا مل ہو شیشے مین
بیا ساقی عجائب شئے ہر رنگ گل ہو شیشے مین

مے گلرنگ بھر آتے ہین سو سو رشک بلبل کو
نہین یہ خون زر خون دل بلبل ہی شیشے مین

صدائے قلقل مینا سے یہ جانا مین ہی حسرت
پری سے رقص مین شاید جو اتنا غل ہے شیشے مین

نہوے درد کیونکر آہ صبح و شام پہلو مین
کہ دل لیتا نہیں اک آن بھی آرام پہلو مین

عزیزو رکتے رکتے ہاتھہ دلبر دکھہ اٹھا پہلو
کہانتک زور سے اسکو رکھون مین تھام پہلو مین

ہکھون کیا گردش چشم اسکی یون ہم بزم آفت ہے
کہ جون فتنہ رکھے ہی گردش ایام پہلو مین

مجھے یون انس ہی دل سے کہ جون مایوس ہو آخر
کسی ناکام کے جا بیٹھے ہی ناکام پہلو مین

نہو رسوا کہیں تو لئے میان حسرت کی صحبت سے
روا مت رکھہ کہ بیٹھے عاشق بدنام پہلو مین

بھلا مین یار نے دلسے ہماری اور بھی دین
عجب تاثیر رکھتی ہین الہی دل کی فریادین

فرہاد و قیس کی نہ کہو جانفشانیان
ایسی سنا کیا ہون مین کتنی کہانیان

کل رات پائے خم مین جو سرخوش پڑے تھے آہ
کھینچین ہین آج اسکی یہ کچھہ سرگرانیان

پہنچ کس کسطرح سے ہمنے کیا اپنا جی نثار
لیکن نہ گئین نہ دلسے ترے بدگمانیان

بھیگا جو چشم سی خونناب یا لخت جگر دیکھین
دکھاویگا ہمین کیا کیا ستم تیرا سفر دیکھین

جو تھا ہی دل عشاق کی باطل سمجھتے تھے
مرے سینے پہ آکر اندنون وہ ہاتھہ دھر دیکھین

نگین تھہیں آہ اک مدت سے جسکو سنا پیدا کھین
سو غائب ہو گیا انگوٹھی لینے اب کدھر دیکھین

سدا آہٹ لگی رہتی تھی ہمکو جسکی آنیکی
سو کس امید پر اب ہاے ہر دم آنکھو دیکھین

فلک سے تو نہین امید جو اسکو کہا دیوے
مگر حسرت خدا چاہے تو ہم بار دگر دیکھین

ہوے ہم بت کی بندے سے برہمن راہ کرتے ہین
حرم کے رہنے والو تمسے عشق اللہ کرتے ہین

نہ دیکھ اے شیخ تو انکی طرف چشم حقارت سے
گدایان خرابات اک نگہ مین شاہ کرتے ہین

قفس مین ہم ہین کچھ بولتے صیاد کی ڈر سے
چمن کی مرغ نالے اپنے خاطر خواہ کرتے ہین

کبھی تو کسی دن کاش جی بھی ساتھ نالو کی
ہزارون رات دن مین نالہ جانکاہ کرتے ہین

سخن آورد کا حسرت نہ سوجھے درد کو ہرگز
کہ اسیر آہ نکلی ہے و اسیر واہ کرتے ہین

نظر آنگی تیری عشوہ نمائی ہمکو
جیتے دیویگا اگر درد جدائی ہمکو

وحشت مین کر چلنے کی تدبیر ہونا ہو سو ہو
توڑ دیوانے تو اب زنجیر ہونا ہو سو ہو

موت آجائے کہین اس دل شیدائی کو
روز سمجھائے کہانتک کوئی سودائی کو

ناتوانی سے تڑپنے کی بھی طاقت نہ رہی
کسطرح کاٹیے یا رب شب تنہائی کو

ایسی کیا تجھ پہ بلا ٹوٹی کہ تو نے اے دل
یک بیک چھوڑ دیا صبر و شکیبائی کو

جیسے دیوانے کو کیا پھندسے سودا تا صبح
کام فرمائیے ٹک آپ بھی دانائی کو

ہم بھی حسرت غزلین خوب سی کہتے لیکن
دل نہین چاہتا اب معرکہ آرائی کو

اگر دیکھے تیری وحشت زدونکی جیب و دامانکو
تو مجنون گودسے اٹھکر کرے ٹکڑے گریبانکو

دل و چشم و جگر کو کر دیا برباد اک پل مین
نہ آیا رحم ہے ظالم تیرے کچھ خانہ ویرانکو

زمانہ کیا کریگا اپنے طالع مین وہ گردش ہے
اگر چاہے ہی سکھا دے گردش گردون گردانکو

عزیزو ایکدن مجھکو جو ہے تمنے آ گھیرا
کہا مینے کہ چلیے سیر کیجیے اک گلستان کو

یکایک بہر گیا دل کہنے لاگا اسجگہ چلیے
کہ جس جاگہ نظر آوے سراسر یاس انسانکو

ہم اور تو دونون اسجا بیٹھین اور دل کھولکر روئین
کرین تر اشک سے دامن بہرین خون سی گریبانکو

یہ باتین سنکے مین نے یہ کہا گر یونہی مرضی ہے
تو چل الکدم دکھلاؤن تجھے گور غریبان کو

وہان دیکھا تو کوئی کشتہ سیدا دگر دون ہے
کوئی بیکس ترستا مر گیا دیدار خوبان کو

انہین مین ایک حسرت نام زیر خاک ہے عاشق
یہی کہتا تھا دلسے کھینچکر اک آہ سوزانکو

نکرتا کاش ظالم قتل مجھ بیمار ہجران کو
کہ محشر میں نچھوڑیگا مرا خون تیرے داماں کو

اسقدر سرگشتہ پھرتا ہے جو شب تارو میں ماہ
ہے مگر اے رشک مہ تیرے گرفتارو میں ماہ

ہر آن ہے مژگان پہ لخت جگر تازہ
یہ نخل محبت میں دیکھا ثمر تازہ

ہر دم دل سوزاں کا احوال ہے کچھ کا کچھ
جو قاصد اشک آیا لایا خبر تازہ

گر دام سے ہم چھوٹے کیا فائدہ گلشن تک
تب ہو سکے جب نکلیں پھر بال و پر تازہ

ہو رنج طبیبوں سے اب اور بھی افزوں تر
صندل کا تھا جس سے اک درد سر تازہ

خون زخم سے اس دلکے جاری ہے سدا حسرت
پیدا ہوئی دل میں بھی اک چشم تر تازہ

زنہار نہیں پیارے یہ وضع پسندیدہ
ہر آن ہو آزردہ ہر وقت ہو رنجیدہ

آ نکلے اگر ادھر کیا کیجیے نثار اسپر
اک جان ہے سو والہ اک دل ہے سو شوریدہ

طاقت نہیں فرقت کی پھر مجھسے جدا مت ہو
آگے ہی ستم سے ظالم ہوں سخت ستمدیدہ

اک عمر ہمیں گذری وصلت کا نہ دن دیکھا
جاگیں بھی کہیں یارب یہ طالع خوابیدہ

کرتے ہو جو یہ آپس تمنے بھی دیا ہے دل
معلوم کیا ہمنے مت کیجیے پوشیدہ

دل لیکے نہ کرنا پھر ظالم کبھی دلداری
ہو دینگے بہت عاشق اسطرح سے گرویدہ

جون دزد کیا حسرت ویران مرے گھر کو
یارب نہ کسی کے ہوں دشمن یہ دل دیدہ

محتسب میری جو بر میں یہ عیاں ہے شیشہ
دیکھ لے آبلۂ دل ہے کہاں ہے شیشہ

کونسا یارہ یارب پر کنار آب ہے
عکس جسکا موج پر بیتابی سیماب ہے

جگر سوزاں ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریاں ہے
الٰہی دن ہے میری مرگ کا یا شام ہجراں ہے

جو ایسا ہی دل دیوانہ میرے درپے جان ہے
تو پھر اک روز میرا ہاتھ اور اسکا گریباں ہے

شرح عشق ہے ای ہمنشین اور جوش سودا ہے
گلو زنجیر ہے مجھکو میں ہوں اور دامان صحرا ہے

نہیں چین اک آن کیا کیجیے
نکلتی جاتی ہے جان کیا کیجیے

تجھے کیا کہیے درد دل لیکن
نہیں رہتی زبان کیا کیجیے

آتی ہیں بات بات پر ہر دم
رنجشیں درمیان کیا کیجیے

آشیاں ہی اجڑ گیا اپنا
رہ کے اے باغباں کیا کیجیے

مفت مرتا ہے غم سے حسرت نام
ایک بیکس جوان کیا کہیے

موا ہی مین تو تری چشم کی کبھو نہ گئی
یہ شکر ہے کہ گیا جی یہ آبرو نہ گئی

بہار ہو چکی اور شور بلبلو نکا گیا
مرے دماغ سے اس گل کی ہا بو نہ گئی

غبار ہو کے صبا سے ملے کہ وان پہونچے
غرضکہ خاک ہوے تو بھی آرزو نہ گئی

نہ جانون کیا تجھے الفت تھی گل سیتی بلبل
کہ اپنے جی سے گئی پر چمن سے تو نہ گئی

ہوا ہو مست تو کسکی نگہ سوائے حسرت
کہ مرتے مرتے تلک تیری آرزو نہ گئی

یہی بھلا ہے کہ تجھکو مرا خیال نہ گذرے
کہ شاد ہے تری خاطر کہین ملال نہ گذرے

شب فراق کی مانند عرصہ اسکو بھی دیکھو
فلک شتاب کہین یہ شب وصال نہ گذرے

گواہ جرم کا میرے مجھی کو کیجیو قاتل
کہ بازپرس کے دن تجھپہ انفعال نہ گذرے

جو دوستی سے تیری درد و غم گذرتی ہین مجھپر
سوائے سیان ترے دشمن پہ بھی محال نہ گذرے

عجب ہو جلوہ بے مثل یار کا حسرت
کہ اسکی خاطر شاعر مین بھی مثال نہ گذرے

ہٹکنے دے ہے مجھے سر اسکے آستانے سے
خبر کرون ہون مین اپنی اسی بہانے سے

ہمارے در پے آزار مت ہو اے ظالم
جئین گے کاہکو دنرات کے ستانے سے

مثال نقش قدم یانسے اٹھہ نہین سکتے
تری گلی مین نہ جانا بھلا تھا جانے سے

تسلی ہے دل بیمار کو ترے باعث
خدا کے واسطے مت اٹھہ مرے سرہانے سے

کسیکا حال کوئی پوچھتا نہین ہرگز
وفا کا رسم اٹھا حسرت اس زمانے سے

نہ وہ بھی آتا ہے اسطرف کو نہ اپنا ادہر گذر رہے ہو
بھلا پہر کون ڈھب کہ صحبت ہماری انکی بر آوے

چمن مین ہر گل ہمارے آگے بغیر اسکے تو خار ہوگا
اگر وہ نکلے اسطرف کو عجب ہی پہر تو بہار ہووے

ہمین بھی فرمائیے کہ آوین تمہاری محفل مین گاہ گاہ
اگر تمہین کچھ غریب بچارے آنے مین ننگ و عار ہووے

صبا گذر سے ترا تو پہر سو بیان کیجو یہ حال میرا
گر اس تغافل شعار کی بھی گلی مین تیرا گذار ہووے

کھینچتا ہون نالہ جانکاہ دلکے ہاتھہ سے
آہ دلکے ہاتھہ سو صد آہ دل کے ہاتھہ سے

وصل کی کل رات تھی او یار بھی تھا ہم نشین
پر نہ نکلا کام خاطر خواہ دل کے ہاتھہ سے

جسطرف جاؤن ادہر ہے طعن ہے تشنیع ہے
کسطرف جاؤن مین اے اللہ دل کے ہاتھہ سے

بزم میں بیٹھا تھا تیرا نام لے بیٹھا کوئی　　وان سے اٹھہ آیا من کل ناگاہ دلکے ہاتھہ سے
چشم کا رونا پڑا ہے کیا کہون حسرت مدام　　گہہ جگر کے ہاتھہ سے اورگاہ دلکے ہاتھہ سے

مجھکو تجھسے خدا جدا نہ کرے　　تجھسے مین ہون جدا خدا نہ کرے
اڑ گئی پر سے طاقت پرواز　　کہیں صیاد اب رہا نہ کرے
نہین تاب اب ستم اٹھانے کی　　چاہئے تو بھی اب جفا نہ کرے
تم جو کہتے ہو کہدو حسرت سے　　آہ و فریاد یان کیا نہ کرے
آپ کا اسمین کیا بگڑتا ہے　　درد دل کی کوئی دوا نکرے

سرشک وخون مری چشم سے ملے نکلے　　مگر یہ پہوٹ کے سینے کے آبلے نکلے
تمام دن تھے جدا آہ شمع و پروانہ　　ملے جو شب کو تو آپس کے سب گلے نکلے
سراغ پوچھون مین کیا اشک و آہ کا دل سے　　کہ اس دیار سے ہو کتنے قافلے نکلے
کرین ہین یون یہ دو انے پریشان بخبر　　کہ اسمین زلف کے کتنے ہی سلسلے نکلے
نہال سست ہین ہم اے صبا نہ تند گذر　　جگہ سے اپنی اگر ٹک بھی ہم ہلے نکلے
ملا نہ غنچہ دل چھیٹ ہمین سو شگفتہ مردہ　　ہزار گلشن دوران مین گل کھلے نکلے
جگر کے زخمونکو جانا تھا پھر چلے حسرت　　خراش ناخن غم سے وہ سب چھلے نکلے

روٹھے ہوے جاتے ہو اب ہمسے جو تم لڑکے　　ہم بھی نہ ملینگے پھر سنتے ہو میان لڑکے

واعظ نے قیامت کی اک بات بنائی ہے　　کہتے ہین جسے محشر سو روز جدائی ہے

مرہم سے نہ چنگا ہو دل افگار جدائی　　بے وصل کے جیتا نہین بیمار جدائی
معلوم ہے مجھکو کہ مین تجھہ بن نہ جیونگا　　کیونکر نہ کرون تجھسے مین انکار جدائی
ہے گلشن دوران مین گل عشق عجب گل　　کھینچے نہ اگر دامن جان خار جدائی
فرقت کا الم جان ہی لے چھوڑیگا اکدن　　دشمن بھی تو ہو آہ گرفتار جدائی
حسرت تری باتو نسے نکلتا ہے مزا جی　　خاموش ہو مت پڑھ بہت اشعار جدائی

ترے بن کسطرح یارب مری اوقات گذریگی　　اسی سے دلکو بیتابی ہے کیونکر رات گذریگی
تمہیں غیرو نسے کب فرصت ہم اپنے غم سے کم خالی　　چلو بس ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی

نہ تنہا مشتِ خس کے پھونکنے سے باغباں گذرے
ہمارے آشیانے سے برق بھی دامن کشاں گذرے

گذر اسکا ادھر ہویا ادھر اپنا گذارا ہو
جو اپنی گردشوں سے اکدم ہی آسمان گذرے

جو کچھ شرطِ وفا تھی سو بجا لائے بہم دونوں
نہ گذرے تم ادھر اور اپنے جی سے ہم یہاں گذرے

وہاں تک رہنے والوں سے ذرا یہ بات کہہ آوے
گلی میں اسکی اپنا بھی جو کوئی مہرباں گذرے

کہ حسرت نام یہاں سے جو زخمی ہو گیا تھا کل
سو اب نزدیک ہے وہ جی سے اپنے خستہ جاں گذرے

اگر قاتل کو اسکے سجدے کوئی تو بہتر ہے
کہ وہ دیکھے اسے اور اس جہاں سے شادماں گذرے

نہیں تو خون گردن پر رہیگا روزِ محشر تک
نہ ہم دعوے سے یاں گذریں نہ خون اسکا فلاں گذرے

کہ بیٹھے پر اٹھنے سے بھلا اور بھی کچھ ہے
دشنام ہی دے جانے سے یا اور بھی کچھ ہے

ہمارے کام پہ ہر چند آسمان پھرے
مجھے قسم ہے جو تو اسطرف کو آن پھرے

انتخاب دیوان دوم مرزا جعفر علی حسرت

رونا نہیں جو یارو اپنا دیار چھوٹا
مرنا ہے یہ کہ ہمسے اب کوئے یار چھوٹا

قول و قرار اسکا چھوٹا ہوا تو غم کیا
غم ہے کہ اپنے دل سے صبر و قرار چھوٹا

گر رنج راہ کھینچا تو کچھ الم نہیں ہے
ہے یہ الم کہ ہم سے وہ رہگذار چھوٹا

رونے سوا نہیں ہے فرقت میں کام اپنا
یہ کام ہے کہ تجھ بن سب کاروبار چھوٹا

ہر چند تجکو پیارے حسرت کی آرزو ہے
حسرت کے دل سے پوچھو کیا غمگسار چھوٹا

ضبط کر کے ہم قلق کو دل میں گھبرائے بہت
منع تنہائی کیا پر آہ نہیں دکھ پائے بہت

گرچہ رسوائی تھی جانا اس گلی میں پر لا
چھوڑ کر جانا وہانکا بھی پچھتائے بہت

ملنے میں ایذا تھی اسکے لیک اس بن تھی بھی
آہ اب رنج و الم فرقت نے دکھلائے بہت

دل کو لے آئے تھے اس کوچہ سے ہو کر ہم خفا
پر دل و جان ہمیں اب ملکر بلا لائے بہت

جسطرح دل کی گرفتاری سے اکتاتے تھے ہم
ویسی ہی بے شغل اب ہیں ہم سے اکتائے بہت

جیتے جی ہم تو نہ جاتے اسکو چھوڑ کے کبھی
کیا کریں اسنے بھی غصے ہمیں فرمائے بہت

کون اب کہہ دے اسے عاشق پہ کر رحم کہا
جان حسرت نے تری دوری میں غم پائے بہت

جاتی رہی غم سے دل ناشاد کی طاقت — سو ظلم کرے وہ کسے فریاد کی طاقت

سو گئے تم ہمین نہ آئی نیند — کسطرح سوئیے پر آئی نیند
چشم تصویر ہے یہ ہمسری آنکھ — جسنے خاطر سے بہی بھلائی نیند
چشم اگریان ہے مفت مین یارو — سیل مین اشک کے بہائی نیند
حسرت افسانہ کیا یہ تہا جس نے تو — رتیج ہستی مری اڑائی نیند

جلد آخر ہو گئی فصل بہار اب کی برس — رہ گئے بلبل کے دلمین خار خار ابکی برس
بدلیان آئین بہت اور مینہ برسے خوب خوب — ساقیا ٹوٹا نہ میرا اپنا خمار ابکی برس

پتھر سے ہووے شیشہ دل پاش پاش کاش — نالہ تو نکلے دلسے کوئی دلخراش کاش
سکتا ہے کس سے لطف کہ مارے ہو جی سو تو — دکہتا ستم ہی اپنی ستمگر معاش کاش
اے برق آشیان پہ مرے تو گذار کر — جاوے اب اس چمن سے مری بود و باش کاش
اس جستجو مین آہ مین پہر پہر کے مر گیا — کرتا نہ آہ اہل وفا کی تلاش کاش
حسرت فدائے خون جگر کی مین خو کرون — چہوٹے تلاش و دغدغۂ آب و آش کاش

مینے کس شخص سے لگائی آنکھ — جسنے ملتے ہی بس چرائی آنکھ
ساقیا موسم بہار مین آ — ہے کیون جام نے چہپائی آنکھ
وے تو بیٹہا وہ ناز سے گالی — شرم سے پر نہین اٹہائی آنکھ
دل لیا ہم نے جب سے اُس حسرت — تب سے مین اسکی وہ بہائی آنکھ

کچہ وحشی جنون تیرے ارمان نہ رہجاوے — کی جیب تو سو ٹکرے دامان نہ رہجاوے

ساقی نامہ

ہے لائق حمد و شکر وہ ذات — آباد کی جسنے یہ خرابات
کب چرخ خمار سے ہے خالی — رکہہ نظر شفق کی لالی
کیفی اسکے بہک رہے ہین — اللہ اللہ بک رہے ہا ہین
غل کرتے ہین سے کے اشتیاقی — یعنی کہ پہونچ شتاب ساقی
ہے شیشہ عجب خلل ہوا ہے — دل آبلہ بغل ہوا ہے

ساقی تجھے جام کی قسم ہے | میخانے کے نام کی قسم ہے
آرام دل دردان مستان | جلدی سے پہونچ بجان مستان
اپنی تجھے سرکشی کی سوگند | مت رکھیو خرد کا مجھکو پابند
نرگس ہے چمن مین مست و مخمور | انکھین کیفی ہین چشم بد دور
ظالم ٹک دیکھ حال گلزار | ہر ایک سیان ہے مست و سرشار
ہردم ہے خزان چمن کے درپے | لاتا ہے تو لا دے ساغر مے
کچھ جام سے مجھکو پلا دے | کچھ گردش چشم سے چھکا دے
تجھکو اپنی ادا کی سوگند | تجھکو دل بیوفا کی سوگند
برسات کی بدلیان یہ کالی | اور تو رکھے اپنا جام خالی
جون جون کہ جھکورے لے ہے پانی | یاد آوے شراب ارغوانی
گل پھولے ہین چار سو چمن مین | ساقی نہین آہ تو جس مین
ظالم یہ ہوائے برشگالی | بے جام و شراب جائے خالی
کل کو نہ رہے گا حسن تیرا | یہ ولولہ اور یہ جوش میرا
رہجائیگی اتنی یادگار ہی ... | ہمسے ساقی نے کی نہ یاری
ساقی غافل رہا تو ہم ہے | پیمانہ بھرا شراب غم سے
گل بے رخ یار خوش نباشد | بے بادہ بہار خوش نباشد
حسرت کی وصیت اتنی رکھ یاد | گر جاہے وہ گور مین رہے شاد
گاہے تربت پہ اس کی جا کر | خاک اسکی تو مے سے کیجو تر
وان بھی وہ تجھے دعا کریگا | ساقی ساقی جیا کریگا

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان جرأت

نالہ موزون سے مصرع آہ کا جیسا ہوا — زور یہ پرورد اپنا مطلع دیوان ہوا

صاف ظاہر ہو گئی بیتابی دل شکل برق — وہ بھبوکا اپنی نظروں سے جو ٹک پنہان ہوا

آئے جو مرقد پہ میرے سو مکدر ہو گئے — خاک ہو کر بھی غبار خاطر یاران ہوا

اسکے جانے سے یہ دیکھیں آج ہو ڈر کہ ہائے — سب جہان بستا ہے ایک اپنا ہی گھر ویران ہوا

گرچہ ہر قالب میں جرأت صورتیں ملتی ہیں — پر بنا جو درد کا پتلا وہی انسان ہوا

رتبہ گل بازیچہ دلا کاش تو پاتا — ہاتھوں سے جو گرتا تو وہ آنکھوں سے اٹھاتا

تنہائی پہ اپنے ہوں نپٹ ششدر و حیران — آنیکا جو ہے نام تو رونا ہمیں آتا

ہی دل سے نہ ہو اسکا ظہور آہ — میں اسلیئے روتا تہا کہ وہ مجکو ستاتا

ناطاقتی دل اگر ایسا نہ گراتی — تو صدمہ غم کو تو میں خاطر میں نہ لاتا

ہر چند کرون نالہ شبگیر میں جرأت — پر چونکے ہے کب نیند سے وہ نیند کا ماتا

کون دیکھیگا بھلا اسمیں ہے رسوائی کیا — خواب میں آنیکی بھی تمنے قسم کھائی کیا

شیخ جی ہمتو ہیں نادان یہ اسے آنے دو — ہم بھی پوچھینگے ہوئی آپکی دانائی کیا

واہ میں اور نہ سنے کو کہوں کا تو باہ — میں تو حیران ہوں یہ بات آپنے فرمائی کیا

حرف مطلب کو مرے سنکے بصد ناز کہا — ہم سمجھتے نہیں بکتا ہے تو سودائی کیا

دیکھنے کا جو کرون اسکے مَنع ہے جرأت — مجھ میں جرأت یہ کہاں اے مرے بینائی کیا

کچھ بھی گمان تیرا اے بدگمان بدلا — تیرے مریض غم نے سو جا مکان بدلا

قسمت نے ہمکو آخر لا دام میں پھنسایا — صیاد کے خطر سے گو آشیان بدلا

اکدم وصال دیکر فرقت کے غم سے ہائے — آخر سا یہ تمنے خوب اسکا جان بدلا

چھپ چھپ کے جب گئے وان پہچان ہی گیا وہ — گویا کہ جب سے ہمنے نام و نشان بدلا

اپنا ہی دل نہین وہ اس بن و گرنہ جرأت — نہ کچھ زمین بدلی نہ آسمان بدلا

آہ کیونکر نہ جدا ہمسے وہ پیارا ہوتا — وہ نہین ہم ہین کہ جس سے وہ ہمارا ہوتا

جینے پاوین ہی ہونے نہ دیا وصل کی رات — اور کچھ کیونکہ بھلا اسکو گوارا ہوتا

محفل یار مین ایک ایک کا کیون تکتا منہ — بات کہنے کا اگر مجھکو بھی یارا ہوتا

شکر تم گھر سے نکل آئے نہین تو سارے — بیقراری سے ابھی مین نے پکارا ہوتا

شکر تم آ گئے گھر اسکے نہین جرأت نے — سر اٹھا کر ابھی یون سے مارا ہوتا

ابر غم ای چشم گریان جب برس کر کھل گیا — راز سربستہ ہمارا تو سب پہ کھل گیا

ناتوانی سے نپایا جب مجھے صیاد نے — بول اٹھا ہے یہ قفس کا کس طرح کھل گیا

سب سے پہلے عشق کی دریا مین جلتے ہی ہوا — وائے قسمت اپنی ہی کشتی کا لنگر کھل گیا

پھر وہین صیاد نے رشتہ کو محکم کر دیا — بیقراری مین مرا گھر ایک بھی پھر کھل گیا

اشک سرخ آتے ہین شاید دل کا پھوٹا آبلہ — بار سے یہ عقدہ تو سلے اے دیدہ تر کھل گیا

بند سا کچھ ہو رہا تھا دل جو مدت سے سو آج — لگتے ہی سینہ پر اسکی ایک ٹھوکر کھل گیا

عقدہ دل اپنا ایسا ہے اللہ کو حضور — جسکی اک انگلی سے جرأت باب خیبر کھل گیا

غم روز وصل کے کہتا ہون کچھ اس سے اگر اپنا — تو ہنسکے وہ بولے میان فکر کر اپنا

گر بیٹھے ہین محفل خوبان مین ہم اس بن — سر زانو سے اٹھتا نہین دو دو پہر اپنا

لاتا ہے تو ہمدم اسے لا جلد کہ ہمکو — احوال نظر آئے ہے نوع دگر اپنا

روبرو اسکے کسی غمخوار کو چپکے — کچھ حال سناتا ہون مین با چشم تر اپنا

تو کیا کہون کہتا ہے عجب شکل سے مجکو — کچھ ہونٹون ہی ہونٹون مین وہ منہ پھیر کر اپنا

کیا کیا اسے دیکھ آتی ہے حسرت ہمین جرأت — مایوس پھر آتا ہے جو پیغامبر اپنا

تن اب بستر سے یون مجھ ناتوان کا اٹھ نہین سکتا — کہ بن اٹھوائے جون دیوار استخوان کا اٹھ نہین سکتا

ترنج و تیغ لکھیو اس طرح یوسف کو جون دیکھا — قدم آنیکو ساری کاروان کا اٹھ نہین سکتا

بہت ایذا اٹھانے نے اجل بس [illegible] ہوا — کہ صدمہ اتنو اس درد نہان کا اٹھ نہین سکتا

رکھا تھا بار عشق اکدن جو اسنے پشت پر اپنے
سو اتبک زمین سے آسمان کا اٹھہ نہین سکتا

خدا شاہد ہے اسکا دو جہان سے دل اٹھا سکتے
خیال اس دہن تیرے پر کوئی تابان کا اٹھہ نہین سکتا

جلون ہون اخگر افسردہ سان مین ناتوانی سے
کہ کچھ ولسے دہوان شور و فغان کا اٹھہ نہین سکتا

چلا جو اٹھہ کہ وہ تو کب یہ جرأت ہے کہ رین روکن
اوسے ہاتھہ بھی حجہ بے زبانکا اٹھہ نہین سکتا ،،

ہوا ہے اتو یہ نقشا ترے بیمار ہجران کا
کہ جسنے کہولکر منہ اسکا دیکھا بس مین ڈہکا

جنونے دیکھو رتبہ میرے حال پریشان کا
قدم بوسی کو آیا چاک تا دامن گریبان کا

خدا جانے کریگا چاک کس کسکے گریبان کو
ادا سے اسکا چلنے مین اٹھا لینا یہ دامانکا

گیا وہ فتنہ دوران جو خوبونکے محلہ - مین
کس کسنے نہ اسکو روزن دیوار سے جہانکا

قفس مین ہمصفیرو کچھہ تو مجھسے بات کر جاؤ
بھلا مین بھی کبھی تو رہنے والا تھا گلستانکا

تڑپ کر بستر اندوہ پر ہم مرگئے آخر
کسی پر غم ہوا ظاہر نہ اپنے درد پنہان کا

تماشا ہے کہ جس دن دشمن اسکے اقربا خوش تھے
تو ناحق پھر گیا تھا جسسے دل اس آفت جانکا

ہوا وہ خوش تو اب لوگونے اسکی شادی کی
نہ وان جاوے کوئی یا نکا نہ یان آوے کوئی انکا

کیا اس عشق کی وحشتنے کیا دیوانہ جرأت کو
عجب احوال دیکھا ہے کل اس خانہ ویرانکا

مت یہ گھبرا کر اگر کہوا ابھی اسنے بندہ جلسہ نگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپکا کیا جائیگا

اب خبر آپکی سنکر اسکے یہ دھڑکا لگا
دیکھئے حق مین مرے کیا آپکے فرما جائیگا

گرم صحبت جب تلک ہے تھو گا ہائے وہ
ہمدمو کیونکر یہ ٹھنڈی سانس بہرا جائے گا

یہ مجھسے وقت جنگ کہتا ہے یہی وہ جنگجو تا
جب کہین تو مٹے گا تب یہ جھگڑا جائیگا

دلنے آیا ہے جواب خط کوئی سنیو ذرا
مین نہین ہون آپ مین مجھسے نہ سمجھا جائیگا

یون اٹھے وہ بزم مین تعظیم کو غیرونکے ہائے
ہمنشین تو بیٹھہ یان ہمسے نہ بیٹھا جائیگا

پیچھے مین لوگ کہو اور عبث احوال دل
روبرو اس شوخکے کب مجھسے بولا جائیگا

اب حقیقت کیا کہون ترے مریض عشق کی
ماجرا اسکا مفصل کب سنایا جائیگا ،،

دیکھکر جسکو طبیبون نے کہا منہ پھیر کر
حال اس بیمار کا ہمسے نہ دیکھا جائیگا

لوگ کہتے مین جو وہ بیزار ہے تو بھی بول
تیرے کھنچ رہنے سے کچھہ اک وضع جرا جائیگا

لیک سچ تو یہ ہے وہ روٹھے تو روٹھے مجھسے پر — دل مرا بس مین نہین مجھسے نہ روٹھا جائیگا
مت بلاؤ بزم مین جرأت کو ہی آتش بیان — کہکے کچھ آتش دلونکی سبکی بھڑکا جائیگا

در تک اب جیو دیا گھر سے نکل کر آنا — یا وہ راتون کو سدا بھیس بدلکر آنا۔
قصد جب جانیکا کرتا ہون مین اُس شوخ کے پاس — تیغ ابرو یہ کہے ہے کہ سنبھل کر آنا۔
ہمدمو میری سفارش کو تو جاتے ہو ولا — کہین وان جاکے کچھ اور خلل کر آنا
اسکا بو جب نہین ہے یہ چمن سے باہر — گل مرے سامنے ہاتھو نسے مسل کر آنا
ہمدمو یہ کوئی رونا ہے کہ طوفان ہے آہ — دیکھو چشم سے دریا کا ابل کر آنا
وا نسے اول دل بیتاب تو کب آتا ہے — اور جو آتا ہے تو سوجا یہ مچل کر آنا
جرأت اسکی کہون کیا تجھسے طرحداری کی — جانا جب اُٹھکے تو اک وضع بدلکر آنا،

سچ تو یہ ہے یکجگہ ربط اندنون پیدا کیا — سچ ہے ہر دم ہی ہمکو کہ ہمنے کیا کیا
میری اور اس شوخ کی صاحب سلامت تھی نہین — صبر و طاقت نے کہا لو ہمنے تو مجرا کیا
وہ گیا اُٹھ کر جدہر کو مین ادہر حیران سا — اسکے جانے پر ہی کتنی دیر تک دیکھا کیا
جب تلک کرتے رہے مذکور اسکا جب لوگ، — جی مین کچھ سوچا کیا مین اور دل دھڑکا کیا
عشق بازی نہین کہا جرأت کو سنبھلکر — یہ عزیز اپنے ہمیشہ جان پر کھیلا کیا

دل پر لگا الٹ کے وہین تیر آہ کا، — جون یاد آگیا وہ پلٹنا نگاہ کا،،
تشنہ کس مزے سے مین لذت کو اسکی دون — کچھ دل ہی جانتا ہے مزا دلکی چاہ کا،،
سوتا ہون غافلو نکی طرح جاگتے مین مین — از بسکہ محو ہون کسی غفلت پناہ کا
لگتی نہین پلک سے پلک آہ کیا کرین — قسمت مین وصل ہو اس رشک ماہ کا
دم مارتے نہین اور اٹھاتے ہین ظلم — اپنا جو ایک مزاج پڑا ہے نباہ کا
یہ بخت سو گئے کہ ترستے ہین اسکو ہی — وہ دیکھنا جو خواب مین تھا گاہ گاہ کا
جرأت جواب میر تو ایسا ہی کہہ کہ سب — چارو طرف سے شور سنے واہ واہ کا

پوچھو نہ کچھ سبب مرے حال تباہ کا — الفت کا یہ ثمر ہے نتیجہ ہے چاہ کا
کہنے مین جسکو اہل جہان سمجھے قضا — جاروب کش ہے سو وہ ترے قتل گاہ کا

مین اور بدی کرونگا تمہاری کسی سے خیر
اچھا مزاج سمجھے تم اس خیر خواہ کا

تیرے مریض غم کی زبان پر نہین کچھ اور
اک تار بند کیا ہے مگر آہ آہ کا

تھی دولت وصال سے ہم اسکی بادشاہ
جبتک کہ وصل تھا ہمین اس کج کلاہ کا

سو اب خراب پھرتے ہین یون اسکے ہجر مین
جیسے گدا کا روپ بنے بادشاہ کا

آوارہ و بدر ہون مین جرأت بقول میر
خانہ خراب ہو جیو اس دل کی چاہ کا

کل جو رونے پر مرے ٹک دھیان اسکا پڑ گیا
ہنس کے یون کہنے لگا کچھ آنکھ مین کیا پڑ گیا

جنگ جوئی کیا کہون اسکی کہ گل بھی سو جگہ
صلح تک ہونی نہ پائی تھی کہ جھگڑا پڑ گیا

سوزش دل کچھ نہ پوچھو تم کہ ٹک سینہ پہ یار
ہاتھ رکھتے ہی ہتھیلی مین پھولا پڑ گیا

بیٹھے بیٹھے آپ سے کر بیٹھا ہون کچھ گناہ
پانو پڑنے کا جو اسکے مجکو چسکا پڑ گیا،

رک گیا ایسا ہی وہ جو پھر نہ آیا کل جو ٹک
ہاتھ اسکے پانو پر پھیرے سو میرا پڑ گیا،

مین تو یان اسباب سے اپنے پڑا ملتا ہون ہاتھ
اور سارے شہر مین کچھ اور چرچا پڑ گیا

گرچہ ہون مین بدنام کو جرأت پر اب اسکی طرف
آنکھ اٹھا سکتا نہین ویلین خطر اٹر گیا

جو دم لب پہ گھبرا کے آنے لگا تو شاید مرا دل ٹھکانے لگا مین ذکر جب کہنے لگا درد دل وہ منہ پھیر کر مسکرانے لگا

یہ کون آکے بیٹھا کہ محفل سے وہ اشاروں سے مجکو اٹھانے لگا کیا اسنے جو سیر دریا کا عزم ہیں آنکھوں سے دریا بہانے لگا

یہ جانا جب اسنے کہ مرتا ہے یہ تو ہر بات مین روٹھ جانے لگا منانا پڑا اور الٹا مجھے صیت جو مین آز مانے لگا

دیا اسکے جو در پہ جرأت نے جی تو الحمد للہ ٹھکانے لگا.

اچپلاہٹ سے وہان ہر بار اٹھنا بیٹھنا
یان ہوا ہے ضعف سے دشوار اٹھنا بیٹھنا

اور تو کیا مشغلہ ہے ہجر مین تیرے مگر
دل کی بیتابی سے سو سو بار اٹھنا بیٹھنا ،

کیا کہیں ہم مارتا ہے اور جلاتا ہے ہمین ،
دمبدم محفل مین تیرا یار اٹھنا بیٹھنا

کچھ الم کچھ درد ہے کچھ سہہ سے کچھ ہوے
بھول جاتا ہے تیرا بیمار اٹھنا بیٹھنا

اُسکی نک آواز سن لیوین ہم اٹھتے بیٹھتے
گر میسر ہو پس دیوار اٹھنا بیٹھنا

ہے قیامت نشہ سے تیرا نام خدا
لڑکھڑا اکڑا ہے بت میخوار اٹھنا بیٹھنا

بیقراری نے سرے مین اپنے جرأت کی شکل
لوٹنا بستر پہ اور چار اٹھنا بیٹھنا

ترے بن اب جو شکل ہے قرار اے فتنہ گر آنا
تو بیتابی سے پہر ہمکو ادہر جانا ادہر آنا
خدا جانے کدہر جاتے ہیں ہم ہو کر ز خود رفتہ
یہ کہنا جب کسیکا یاد آتا ہے ادہر آنا
جواب خط کی جا ب دلمیں رہ رہ کر یہ آتا ہے
کہ شاید اس گلی میں جا کے بہولا نامہ بر آنا
مرے گہر میں جو وہ آیا تو پہر گہبرا کے یوں بولا
یہ جانا تہا کہاں ہیں اور ہوا پہر اکدہر آنا
خدا کیواسطے کچہہ فکر کر جلد اپنی اے جرأت
یہ کچہہ اچہا نہیں ہے غش پہ غش تو ہر آنا

درد فرقت کا الم ہر دم ہمیں گہیرے رہا
تم گہرے واں عیش میں یاں غم ہمیں گہیرے
تہا تصور رات کسکی کان کے بالیکا آہ
صبح تک ایک حلقہ ماتم ہمیں گہیرے رہا
غیر گہیرے بیٹہے ہونگے جرأت اپنے یار کو ہا
کنج تنہائی میں بہی یہ غم ہمیں گہیرے رہا

خاک میں اب ننگ و نام اپنا بر سوائی ملا
یعنی ہم خانہ نشیں ویا رہبر جائی ملا
جانکر رکہا تہا جسکو عندلیب نغمہ سنج
سو وہ زاغ کوئی سخت غوغائی ملا
جی اوڑا سپرتا ہے کچہہ آج اسکی آمد پر مرا
بوے گل کے ساتہ کسکی بو صبا لائی ملا
قطع بیتابی کا جامہ گو ہوا ہم پہر وسنے
ہمنے جاتا خلعت صبر و شکیبائی ملا
بیٹہنے کی اسکے در پر ہم میں جرأت تہی کہاں
زور یہ تیرے سبب اے ناتوانائی ملا

اس بن جو اتفاقاً الغرض ہمکو سونا
تو چونکتے ہی اپنے اشکوں سے منہ کو دہونا
وسن پر ہیں نازاں مہرو یہ گو رہے چہٹے
لیکن کوئی بلا ہے وہ سانولا سلونا
عالم بیاں کرے ہے جو وسعت دو عالم
آنکہ سے وسیع اپنے ہے دل لگا ایک کونا
اسکو اثر نہیں کچہہ اے چشم تر نرو بس
منظور ہے تجہے کیا میرا فقط ڈبونا
ابر و ہوائے گلشن دیکہہ آئے کیوں نہ رونا
کیا قہر ہے اسیکا اسوقت میں نہونا
جرأت سے وقت آخر پوچہا جو یہ کسینے
ہوشیار ہو کے ہے ہے یوں منت جان کہو
تو وہ مریض الفت رو کر لگا یوں سودا
کہنے لگا کہ ناداں کیا پوچہتا ہے ہونا

شب وصل دیکہے جو خواب میں تو سحر کو سینہ فگار تہا
یہی بس خیال تہا دمبدم کہ ابہی تو پاس وہ یار تہا
دم قتل کوئی یہ بول اٹہا تو خجل ہو کیا وہ جفا شعار
اسے ذبح تمنے عبث کیا یہ تمہارا شکر گذار تہا
جسے یاد اپنی لگا گئے اسے صاف دل سے بہلا دیے
ٹک ادہر تو آنکہ ملائیے یہی مجہسے قول قرار تہا

سب اسیران ستم کی ہو گئی کیا مخلصی ، ، آج قاتل کی گلیین شور وغوغا کچھ نہ تھا

میرے اور اسکے محبت ہی کا ہو سارا بگاڑ چاہنا جب کچھ نہ تھا ظاہر تو جھگڑا کچھ نہ تھا

رات جو تھی جمع مہرو اور تھی بزم طرب پوچھئے ارباب عشرت سے تو کیا کیا کچھ نہ تھا

پر نہونے سے کسیکے جرأت ایسی بجو اس سرنگون بیٹھے تھے ہم گویا کہ جا کچھ نہ تھا۔

آرام نہ ہو دلکو تو اے یار کرین کیا ، پھر پھر کے یہین آتے ہین ناچار کرین کیا

صیاد نکر منع کہ گلشن کی ہوس ہین تڑپین نہ تو یہ مرغ گرفتار کرین کیا ،

احوال کہے بن نہین بنتی ہے کیطرح اور کہئے تو ہوتا ہے وہ بیزار کرین کیا ،

کھدجائے دل پہ نقش اگر اس نگار کا تعویذ کر رکھون اسے اپنے مزار کا

لگتی نہین پلک سے پلک وصل مین بھی آہ آنکھونکو پڑگئی ہے مزا انتظار کا ،

جرأت اب اسکے آنیسے بالکل ہو نجی یاس احوال کیا کہوں دل امیدوار کا

گر لگی آتش میرے دل اور جگر کو کیا ہوا اشک پھر کیون تھم رہے ہین چشم تر کو کیا ہوا

ملک دل میرا سدا انفاس ہی رہتا ہے آہ سب نگر بستے ہین یارب اس نگر کو کیا ہوا

اپنے کوچے مین مجھے دیکھا تو یون کہنے لگا تو جو یان تھا سو جرأت تیرے گھر کو کیا ہوا

کیون اٹھ چلا جہانسے دل آزار کیا ہوا بیٹھے بٹھائے تجکو یہ آزار کیا ہوا

لیتے ہی دل کی ہمسے ملاقات ترک کی پھلا وہ ربط اے بت عیار کیا ہوا

جرأت کری ہے کسلئے تو نالۂ وفغان کیون ضبط چھٹ گیا تجھے ایسا کیا ہوا

عشق کب یار مجھسے چھوٹ گیا صبر یا چار مجھسے چھوٹ گیا جانا اس کی گلی مین کیون اکبار آہ اکبار مجھسے چھوٹ گیا

یہی کہتا ہون جبسے اے جرأت کوچہ یار مجھسے چھوٹ گیا ، کس سا باکہین آہ ہائے نصیب گل گلزار مجھسے چھوٹ گیا

دیکھ اس گلکو جو شعلہ سا جگر سے چمکا کیا مرا داغ کہن پھر نئے سر سے چمکا ،

شاید آیا دل سوزان بھی یہ ہمراہ سرشک شمع سان کچھ تو مرے دیدۂ تر سے چمکا

ہوتے دیکھے ہین ادہر سیکڑون پامال جفا تو ناز کو نکلا وہ جدہر سے چمکا

گھر مین آیا وہ مری عزت مہ اے جرأت آج کچھ بخت کا تارا تو اثر سے ، چمکا

بن ترے کیا کہین کیا روگ ہمین یار لگا ڈر لگے نام لے جس کا وہ آزار لگا

کہیے کیونکر نہ اسے بادشہ کشورِ حسن — کہ جہاں جا کے وہ بیٹھا وہیں دربار لگا
آنکھ لگتی نہیں جرات تری اب ساری رات — آنکھ لگتی ہی یہ کیسا تجھے آزار لگا

صبح ہوتے ہی جو وہ غائب ہوا مہتاب سا — وصل کی یہ رات تھی یا ہم نے دیکھا خواب سا
دل ہی یا رو یا خدا جانے کہ کیا آفت ہے یہ — تلملاتا ہے پڑا پہلو میں جو سیماب سا
لگ گئی کس کی ہوا جو ہو گیا پژمردہ آہ — ورنہ اپنا غنچۂ دل تھا ابھی شاداب سا
آہ کیا کیا کچھ نہیں ہے عالم امکان میں — چین کہتے ہیں جسے ایک وہ تو ہے نایاب سا
پڑ گئی کس چہرۂ گلرنگ پر تیری نظر — جرات آنکھوں میں پڑا جھلکے ہے اک خوناب سا

رخ جو پردے سے مرے رشک قمر کا نکلا — نہیں معلوم کہ یہ چاند کدھر کا نکلا
اٹھ گیا بزم سے دامن کو وہیں جھاڑ کے وہ — ذکر یاں تو نہیں جو مجھ خاک بسر کا نکلا
صحبت یار تھی اور عیش کا تھا دل میں مقام — ہوش بس اڑ گئے چرچا جو سفر کا نکلا
نزع میں بھی تری صورت کو نہ دیکھا افسوس — مرتے مرتے بھی نہ ارمان نظر کا نکلا

جس کو تو ڈھونڈھے ہے وہ اے ہمنشیں جاتا رہا — جانتے مجھ پاس ہے دل کہیں جاتا رہا
دل کو جو بل تو نہ سکے کوچے سے اٹھا لاتے ہم — پر نظر اپنی بچا کر پھر وہیں جاتا رہا
درد دل کہتا ہوں اس سے تو وہ سمجھے ہے دروغ — راست گوئی کا تو دنیا سے یقیں جاتا رہا
کیا کہوں میں اپنی حالت دل جو تھا ہمراہ ایک — دیکھ کر وہ بھی مجھے اندوہگیں جاتا رہا
ڈھونڈھنے آیا تھا جرات دل کو اس کوچے میں میں — پر جو دیکھا آپ ہی اس دم کہیں جاتا رہا

ہر ہم کبھی قاصد سے وہ محبوب نہ ہوتا — گر نام ہمارا سر مکتوب نہ ہوتا
اسلام سے برگشتہ نہ ہوتے بخدا ہم — گر عشق بتاں طبع کو مرغوب نہ ہوتا
خوبانِ جہاں کی ہے ترے حسن سے خوبی — تو خوب نہ ہوتا تو کوئی خوب نہ ہوتا
ہیں لازم و ملزوم ہم حسن و محبت — ہم ہوتے نہ طالب جو وہ مطلوب نہ ہوتا
دل آج کے دن پاس جو ہوتا مرے جرات — تو سامنے اس شوخ کے محجوب نہ ہوتا

اب بتا دل میں ترے اے بت عیار ہے کیا — بولتا کیوں نہیں دل لے کے تو بیزار ہے کیا

دیکھ غمگیں مجھے پوچھے ہے وہ آپ ہی ہنسکر　　تونے دل جسکو دیا ہے وہ ستمگار ہے کیا

شب کو زاری مری سن کہتے ہیں یہ نہ ہمسائے　　کوئی پوچھو تو کہ اس شخص کو آزار ہے کیا

دل جگر کی مرے پوچھے ہے خبر کیا اے یار　　نوک مژگاں پہ ذرا دیکھ نمودار ہے کیا

دلکو تھا ہنس ہوسے جسکا سا مر کہہ منہ سے　　جرات اب بات بھی کرنا تجھے دشوار ہے کیا

رات کیا ایسے مجھے ملا ہے　جو اب کا تو کہیں خیال نہ تھا　آج کیا جانے کیا ہوا ہمکو　کل تلک ایسا جی نڈھال نہ تھا

جب تلک ہم نجانتے تھے تجھے　تب تلک ایسا ترا جمال نہ تھا　اب جو دلکا اٹھانا ہے دشوار پہلے کہتے تو کچھ محال نہ تھا

اتنا رویا لہو تو کب جرات　ابھی دامن ترا تو لال نہ تھا

پیام جلد صبا وصل یار کا پہونچا　　کہ دم لبوں پہ اب اس بیقرار کا پہونچا

رکھا جو سر پہ قدم یار تونے از رہ لطف　　دماغ عرش پہ اس خاکسار کا پہونچا

تری سی نرم کلائی ہے کس کی اے گلرو　　میں گلرخوں میں بھی ہر یک کنار کا پہونچا

شب جوانی میں غفلت کی ہم سے مست جو تھے　　تو صبح پیری میں صدمہ خمار کا پہونچا

جہاں ہے یار خبر کس سے پوچھئے ایواے　　نہ قافلہ کوئی یاں اس دیار کا پہونچا

رہے قفس ہی میں ہم اور چمن میں پھر کر　　ہزار مرتبہ موسم بہار کا پہونچا

ہزار حیف کہ جرات کو مرتے مرتے بھی　　پیام وصل نہ اس گلعذار کا پہونچا

جنگ میں کونسے دن آہ وہ ردپوش نہ تھا　　شب کو بر صلح میں بھی ہمسے ہم آغوش نہ تھا

واژگوں جام رہے شیشے رہے مہر بلب　　بزم جاناں میں جو کل وہ بت مے نوش نہ تھا

یار افسوس تب آیا تھا مرے بالیں پر　　کہ مجھے شدت گریہ سے ذرا ہوش نہ تھا

مرے کاشانے میں کیوں شور مچایا ہے عشق　　ولیں سودے بتاں کا تو کبھی جوش نہ تھا

آج اس کوچے میں کیا جا کے تو سن آیا ہے　　جرات ایسا تو کبھی آگے تو خاموش نہ تھا

دل تجھسے جو بیدردسے میں یار لگایا　　اک جان کو سو طرح کا آزار لگایا

یوں روٹھ تو بیٹھا تھا پہ جب رہ سکا دل　　سر پاؤں سے پھر اسکے میں ناچار لگایا

دنیا کے محبت سے بس اکدم میں ہوا پار　　اچھا مرے قاتل نے مجھے وار لگایا

اللہ رے شہرہ تری خوبی کا کہ جسنے　　گھر بیٹھے ہی دروازے پہ دربار لگایا

خط کسکا یہ آیا تہا کہ جرأت جسے تونے — اک دم میں اٹھا آنکھوں سے سو بار لگایا

کھینچ کر آہ جو میں ہاتھ جگر پر رکھا — دامن اسنے بھی اٹھا دیدۂ تر پر رکھا

بانکپن سے چلے ترا کی جو میں ابرو بنگاہ — اسنے بس ہاتھ وہیں تیغ و سپر پر رکھا

دیکھئے کیسی بنے آہ یہی دھڑکا تہا — رات جو ہمنے قدم یار کے در پر رکھا

آج کی رات کہو دیکھئے کس شکل سے آہ — اس نے پھر وعدہ دیدار سحر پر رکھا

ہاتھ جرأت کے جو منگ رہ دلدار لگا — کبھی چھاتی سے لگایا کبھی سر پر رکھا

مرتے ہیں جسکے خاطر دلخواہ وہ نہ آیا — وقت اپنا آن پہونچا پر آہ وہ نہ آیا

ہم چاندنی میں رو رو کہتے یہی تھے مرے — جس سے کہ تو خوش آیا کیوں ماہ وہ نہ آیا

مقصد برا ہی سکیے پر حیف ہے کہ یارو — جسکی ہمارے دلکو تھی چاہ وہ نہ آیا

آنکی آس سے کچھ تسکین تو جان ملب ہون — پھر کیونکے میں جیونگا ہر گاہ وہ نہ آیا

حسرت ہے کہتے ہین ہم گذرے ہے قافلہ جو — اس کاروانکے بھی ہمراہ وہ نہ آیا

سب اسنے وقت رحلت پر رہ گئی حسرت — جسکی کہ تک رہے تھے ہم راہ وہ نہ آیا

یکبار بیٹھے بیٹھے جو چونک اٹھی جرأت — یوں اپنے گھر میں گاہے ناگاہ وہ نہ آیا

مر آہ سے جو شعلہ نمایان ہے آگ کا — تیلا نبل میں کیا دل سوزان ہے آگ کا

جوں شمع اپنے دلمیں یہ طغیان ہے آگ کا — نوک زبان سے دود نمایان ہے آگ کا

کھینچ آہ سرد تا طپش دل کی قدر ہو — خواہاں ہر اک بفصل زمستان ہے آگ کا

[illegible] ہونکے اور انکو سمجھو نہ بے سبب — سوزش سے مثل حال پریشان ہے آگ کا

سوز فراق سے دل [illegible] ہین کہ آہ — قندیل میں یہ شعلہ فروزان ہے آگ کا

سر سبز گشت دل ہو یہ کیا [illegible] — یاں جوش اشک گرم سے باران ہے آگ کا

جرأت غزل [illegible] کہ تو کہہ — ہر حرف اسکا اخگر سوزان ہے آگ کا

[illegible] — ٹپکے ہے جو سرشک سو طوفان ہے آگ کا

جا [illegible] سیل اشک تو افروختہ [illegible] — یہ طرفہ ہے کہ [illegible] نگہبان ہے آگ کا

[illegible] دیکھو طپش [illegible] — [illegible] آگ کا

طاؤس آتشین کی طرح تجھبہ شعلہ خو
شعلہ ہزار رنگ سے قربان ہے آگ کا

اگر نسیم صبح بھی ہو جاے یہان سموم
صحرا ہوے دل مرا وہ بیابان ہے آگ کا

کیا جانے ہے یہ کسکو زخ آتشین کا خوف
شعلہ جو اسطرح سے گریزان ہے آگ کا

جرآت ہین اسکے ایسے جلاتی ہے چاندنی
گویا کہ چرخ پر مہ تابان ہے آگ کا

ہے قریب مرگ احوال اب ترے رنجور کا
عزم باندھے ہے مسافر اب قیامت دور کا

جو زبان وان محبت دل وحید عصر تھا
اب زبان خلق پر ہے ذکر اس مفقود کا

جسکو گھر والون نے صاحب کے نکالا گھر سے تھا
ہے خدا کے اختیار آنا اب اس مجبور کا

جی سے جو گذرا بکنج بیکسی محرم وصل
جا زمین سے بھی ملا لاشہ نہ اس مہجور کا

اضطراب اللہ رے تیرے زخمی مضطر کا ہاے
ہو گیا کافور پھاہا مرہم کافور کا

صبح اسکا بام تھا یا قصر جنت کیا کہین
کس جھمکڑے سے نظر آتا تھا مکھڑا حور کا

وعدہ فردا پہ جرآت کیونکہ جا نے دون اسے
یہ بھی نزدیک اپنے عرصہ ہے قیامت دور کا

جسکے طالب ہین وہ مطلوب کہین بیٹھ رہا
منتظر ہمکو بٹھا خوب کہین بیٹھ رہا

دیکھین کیا آنکھ اٹھا کر کہ ہمین تو ناحق
آنکھ دکھلا کے وہ محبوب کہین بیٹھ رہا

سبکہ لکھی تھی میں حالت دل گم گشتہ کی
کھو کے قاصد مرا مکتوب کہین بیٹھ رہا

شام سے جیسے نہان مہر ہو سو وصل کی رات
منہ چھپا کر وہ خوش اسلوب کہین بیٹھ رہا

اول عشق مین صورت یہ بنی جرآت کی
ہو کے آخر کو وہ مجذوب کہین بیٹھ رہا

کیا اس گھر مین جر جا جسے تیری آہ و زاری کا
الٰہی صبر اسکی جان پر اس بیقراری کا

خیال بدگمانی ہمکو پہنچاتا ہے کس کس جا
نظر آتا ہے جب اس در پہ گھوڑا کہ سوار یکا

کہئے کیا بات وہ پردہ مین وہ ہم ہین یہان جرآت
حجاب عشق سے مانع ہے پرواشر سواریکا

دم بدم ہی کیا یہی وسواس تک رکا کریگا
اے دل تراتڑ پنا کیا جانے کیا کریگا

تجھسا جو کوئی تجھکو ملجائیگا تو یا یقین
میری طرح سے تو بھی جیکا ستا کریگا

گر حسن کی تو اپنے دیگا زکوۃ ہمکو
تو یہ فقیر حق مین تیرے دعا کرے گا

اودر پیار سے جو آکر لگیگا سینہ سے تو
تو یون کہے گا پیارے مولا بھلا کریگا

کیونکر رہے گا عالم ڈر ہے مجھے جو جرأت — آنکھوں سے تیرے یوں ہی دریا بہا کریگا

دام میں صیاد نے جب ہم کو پر بستہ کیا — یاں تلک تڑپے کہ بال و پر کو گلدستہ کیا
گاہ گاہ ہوتا جدھر ہو اسکے کوچے کا گذار — بند ادھر کا اب کسی بیدرد نے رستہ کیا
اک نگہ پر دل کو وہ لیتے نہیں ہیں اے فلک — تو نے اس جنس گرانکا بہاؤ کیا سستا کیا
سیکڑوں ٹکڑے دل جگر سینہ میں ٹکڑے ہو گئے — ظلم اسکی تیغ ابرو نے جو پیوستہ کیا
اس غزل کا تیری جرأت کیا کہیں ہم بندبست — تو نے ہر اک شعر میں مضمون نو بستہ کیا

نہ گرمی کہو کوئی اس سے خدایا | شرارت سے جی جس نے مرا جلایا | نہ بچھن ہو کوئی اب اسکی خاطر | مرا چاہنا جو نہ خاطر میں لایا
نہ بھولیو یاد اب کرے کوئی اسکو | مرا یاد کرنا بھی جسنے بھلایا | لگے لاگ اس سے کسی کی نہ یا رب | ہماری لگی کو نہ جسنے بجھایا
نہ بچھن ہو کوئی اب کسکی خاطر | مرا چاہنا جو نہ خاطر میں لایا | پھرے جستجو میں اب کوئی اسکے | مجھے جسنے گلیوں میں برسوں پھرایا
نہ خوش ہو اب اس پاس سے کوئی مجھے | نہیں جسنے آنسو کو کرکے اٹھایا | کہ پہلے کی اظہار جوڑ آئی الفت | نہ آیا تو سو بار کہکر بلایا
رکھی وہ تکلف ملاقات جسنے | منت مجھے پاس پہروں بٹھایا | سو اب جہاں تک کہتا ہوں | گیا میں جو دند تک تو دیکھ شایا
نبھائیں وہ باتیں جنہیں سہ سکے | دکھایا وہ عالم کہ وحشی بنایا | کسیکا نہ اک حرف خاطر میں لایا | اسی گر جہاں لوگوں نے کیا کیا پڑھایا
لگاوٹ یہ کچھ کرکے پھر کیا غضب ہے | مرا لگ گیا دل تو پھر دل لگایا | یہ تغییر بحر اور جرأت غزل کہہ | کہ یہ طرفہ مضمون تو نے سنایا

کی جو ہم حسرت زدوں نے سیر گلشن الصبا — لیچلے بھر کر گل حرماں سے دامن الصبا
کیا تماشا ہے کہ پھرتا ہے ہوا سے گل چراغ — اور چراغ گل کو تو کرتی ہے روشن الصبا
یہ وصیت ہے اڑا دینا نہ تو بہر خدا — جل نہیں گر سوز دل سے ہم بگلشن الصبا

دیکھ کیا آیا ہے سو کا سادہ بن ٹھن الصبا — ہر روش ٹپکا پڑے ہے جس کا جوبن الصبا
کرکے خاکستر کو ٹھنڈا وان اوڑا لیجائیو — جس میں پھر لوٹتا ہے اسکا دامن الصبا
کر کر جرأت گوش گل میں کہہ پیام عندلیب — لاگ بر ہیں یاں ازن دوست دشمن الصبا

شب خواب میں جو اسکے دہن سے دہن لگا — کھلتے ہی آنکھ کانپنے سارا بدن لگا
جو چاہے اپنے بندے کی حق میں تو کر دے — بے درد سے الہی کسیکا نہ من لگا
مدت میں اپنی طعمہ یہ ٹھہری جو وان نشست — گردش نئی دکھانے یہ چرخ کہن لگا
آخر ہوا نہ صورت پروانہ جل کے خاک — اس شمع رو سے اور دلا تو لگن لگا

جرأت نہ آپ مین رہا اسوقت مین ذرا جب لب سے لب اور اسکے بدن سے بدن لگا

کیا لڑکپن کا ہے عالم اُس بت ناداں کا بھولی بھولی صورت اور فقرہ وہ بالاکان کا
کیا مزہ تھا یہ تصور ہے کہ دم مین لاکھ بار چپکے سے لینا بوسہ اُس لب خندان کا
یہ مخمس تھرے پیارے بدیوان جمال ناز کا عشوے کا غمزے کا ادا کا آن کا
یاد آتا ہے تو مین رو رو کے زانو پیٹتا اسکا ہنس دینا اور اپنا گدگدانا رانکا
پھر کہو سونے مین کیون بوسہ لیا تو نے مرا گو ہے تہمت پر مزہ کیسا ہے اس بہتان کا
کیا کہون یہ شعر جرأت پڑھ اب لیسا ریختہ جمع ہونا جسکو سن دشوار ہووے سانکا

دوستی ڈہونڈھیون ہون اُس سے جو ہے دشمن جانکا آہ مین حسرت زدہ کشتہ ہون اس ارمان کا
آہ یہ دخزان یارب ہوونیا سے ہوا دم مین نقشا اور ہی کچھ کر دیا بستانکا
سیر افسانہ یہ یون چپون ہنا بیٹھے وہ ذکر جیسے کوئی سنتا ہے کسی انجان کا
چھپ کے کی کیا سیر جسنے کل جو لیکر آئینہ دیکھتا تھا عالم اپنے وہ سی دیان کا
یعنی پہلے دیکھ سر سو ہوکے پھر بے اختیار آپ بوسے لیا اپنے لب و دندان کا
عاشقی کی فن مین جرأت آج ختم ہو چکی سامنے ہو جائے اب جو مرد ہو میدان کا

بزاوانی نہ کریان فکر منعم گھر بنانے کا کہ ہے یہ رہگذار و ہر رستہ آنے جانے کا
کرین وان قصد کیونکر اضطراب دل جتانیکا کسی صورت نہو مقصد جس جا لب ہلانیکا
مجھے وحشت بہت ہے [illegible] از سر تا کہان پھر کرکیا [illegible] اہواس لوا نیکا
مریض غم سے ابی ہوکے غافل اسقدر یان تم ابی بیٹھے ہو کیا وان فکر ہے اسکے اٹھانیکا
کسیکا وقت آپہونچا جو آنا ہے تو آپہونچو لگی ہچکی نہیں ہے وقت اب عرصہ لگانے کا
نظر اس برق وش کی اچہلانے جسکو آتی ہو کہلے عقدہ اسی پر آہ انہی تلملانے کا
قلم کو ہاتھ سے رکھیئے ابہی کس شکل اے جرأت کہ فکر طبع عازم ہے نئے مضمون لانے کا

گئے وہ دن جو عزم یار تھا ہمیا سے نہ جانیکا پیام اب تو لگا دہ بھیجنے ہمکو نہ آنے کا
لگاونگے دل ایسے سے کہ تم بھی رشک کہ دگے یہ سن تو تم کہ ہے وہ صحبت یاد ہمکو بھی جلانیکا
نہ آدگے تو دیکھوگے کہ آبیٹھونگا میں پھر کوئی پھر جیتے جی مطلق نہین مجکو اٹھانیکا

یہ کیون کہتے ہو گھر والی مجھ آنے نہیں دیتے — دیوانہ ہون غرض مین تو تمہارے واس ہونگا
اگر زر کی طلب ہوئے تو حاضر جانتک ہو لو — مین نقد دلکو دیکر جی نہیں تمسے چھپا نیکا
دکھاؤ شکل تم اپنی بہر صورت شتابی سے — کرو کچھ فکر پیارے اپنی جرات کو جلانیکا

نہ جو لب ہلیکے قاصد جو پھر اشتاب الٹا — مین نہیں یہ ہاتھ مارا بصد اضطراب الٹا
ترے دور مین ہو میکش کوئی کیا فلک کہ تیری — وہ ہے شکل جون دہرا ہو قدح شراب الٹا
یہ وفاکی مین نے تسپر مجھے کہتے بیوفا ہو — میری بندگی ہے صاحب یہ ملا خطاب الٹا
کسی نسخہ مین پڑہے تہا وہ مقام دلنوازی — مجھے آتے جون ہی دیکھا ورق کتاب الٹا
غزل اور پڑہ تو جرات کہ گیا جو یار سے گھر کو — تو کلام سنتے تیرا مین پھر اشتاب الٹا ؎؎

مین تڑپ کے سنگ تربت بصد اضطراب الٹا — مری قبر تک وہ آکر جو پھر اشتاب الٹا
شب وصل مین قلق تہا یہ وہ سو گیا تو منہ سے — نہ ذرا بھی مین دوپٹہ سبب حجاب الٹا
ہمین ہے خیال اسکا کہ جو آیا خواب مین وہ — تو زبان یہ اسکے ڈرسے نہ وہ ہمنے خواب الٹا
طلب اس سے کل جو مے کی تو پھرا ہوا زمین پر — مجھے شوخ نے دکھا کر قدح شراب الٹا
کسی تذکرہ مین پڑہنے مری شعر جو لگاہ — تو ہولتے وہین جرات ورق کتاب الٹا

لوں ہی وحشت سے جو پھرا تو نگا سدرہ ہے جنگل کو نکل جانئے گا — فکر کچھ میرے قلق کا کیجئے نہیں پھر آپ ہی گھبرائیے گا
دے سکیں جسکا نہ ہم تمکو جواب منہ سے وہ بات نہ فرمائیے گا — ناصحو آپ میں جرات نہ رہا اب سمجھکر اسے سمجھائیے گا

بتلا تو دے کہ میں نے کہا تجھکو کیا بھلا — کہتا ہے سے مجھکو جو لوں تو برا بھلا
تیری طرف تھی رات کو محفل مین سبکی آنکھ — نظروں میں ان کی تو تو قیامت لگا بھلا
بولا یہ نبض دیکھکے میری طبیب آہ — ایسے مریض کی میں کرو کیا دوا بھلا
جاتا ہون اپنے گھر کو جو میں اس سے روٹھکر — کہتا ہے کس ادا سے وہ دیکھیں تو جا بھلا
جرات بروز وصل سنا کچھ تو حال دل — یہ وقت گفتگو کا ہے جیکا ہے کیا بھلا

جانکر اسنے گرفتار جو در بند کیا — میں اسے چشم تصور مین نظر بند کیا
ابھی مر جائنگے گھبرا کے ترے دیوانے — احتیاطًا در زندان کو اگر بند کیا
اور بھی شب کو تصور مین ترے اڑ گئی نیند — جوں جوں آنکھوں میں اے رشک قمر بند کیا

ہم پہ بس کھل گئی کس طرح کی باتیں جرأت
وان جو دربان تھی سر شام سو در بند کیا

کل وان سے آتے ہی جو ہمیں خواب نے گھیا
دیکھا تو پھر وہیں دل بیتاب لے گیا

دیکھیں سو کہا کہ اور ہی عالم میں ہم کو آہ
تن اسکے عالم شب مہتاب لے گیا

کیا کیا ترنگ نشۂ غیرت کی آئی جب
شیشہ میں بھر کہیں وہ مے ناب لے گیا

دل کے لگ جانے سے جی تن سے ہمارے نکلا
دل لگانے کا تھا ارمان سو یاں سے نکلا

مہروش دیکھ کے تھرانے لگے جوں خورشید
صبح وہ گھر سے جو سج دھج کو سنوارے نکلا

کیا کہیں وصل کے سے پر بھی زبان سے اپنے
حرف مطلب نہ کوئی منہ سے ہمارے نکلا

آپ کس شخص سے رکھتے نہیں صحبت واری
اک گنہگار یہی گھر سے تمہارے نکلا

کیا کہیں دلکی طپش جب خفگی میں جرأت
پاس سے ہو کے کھنچا جو کہ وہ ہمارے نکلا

رشک اسپ غضب گردش افلاک نے کھایا
کاوا جو ترے توسن چالاک نے کھایا

شمشیر بکف آیا وہ قاتل تو خوشی سے
کیا زخم پہ زخم اس دل صد چاک نے کھایا

اب میں جو قفس میں ہوں تو بیدردی کی باعث
کچھ رحم نہ صیاد غضبناک نے کھایا

روتے جو تصور مژہ یار کا گذرا
کیا تیر سا اک دیدۂ نمناک نے کھایا

یاران گذشتہ کی کہانی رہی جرأت
ساتھ اپنے جو کھاتے تھے انہیں خاک نے کھایا

میر اللہ مکانہ جبکہ تراختہ جان گرا
جون نقش پا دہن کا ہوا بس جہان گرا

لانا ولا زبان پہ نہ جوں شمع سوز غم
ورنہ وہ کاٹ کر اتھی دیگا زبان گرا

اب اضطراب ویسے ہی گھر میں سو تج ہے
گر زلزلہ ہی ہو تو سارا مکان گرا

گلشن میں دست رحم صبا اسپہ پھیر یو
ہو وے پڑا جو غنچۂ پژمردہ سان گرا

آواز جرأت اب یہ کسیکی ہے چاہ میں
بولے ہے جو کہ کوئی کوئی درمیان گرا

دیکھیو اسکی ذرا آنکھیں دکھانے کا مزا
چتونوں میں ہے بھرا سارے زمانے کا مزا

اسکے لڑنے کے بھی صدقے کہ نظر آتا ہے
عین رنجش میں عجب آنکھ لڑانے کا مزا

یاد آتا ہے تو جاتا ہوں خدا جانے کہاں
وہ لگاوٹ کی نگاہوں میں بلانے کا مزا

در پہ اس پردہ نشیں کے ہو تو پاتو بلند
شعر اسوقت ہے جرأت سو پڑھانیکا مزا

غزلیات جناب سید حسین احمد صاحب بیباک شاہجہانپوری

وہ جب جا کر پئے سیر گل و گلزار بیٹھے ہین — مری ضد سے قریب نرگس بیمار بیٹھے ہین

طبیعت کو ذرا روکے ہوئے اے حضرت واعظ — یہ میخوارون کی مجلس ہے یہان میخوار بیٹھے ہین

خدا جانے کہ اب حال دل آشفتہ کیا ہوگا — وہ سلجھانے کو اپنے گیسوے خمدار بیٹھے ہین

الٰہی کیا ہوا محشر مین اوس تیغ تغافل کو — جگر تھامے ہوئے لذت کش دیدار بیٹھے ہین

ادا بگڑی سی جاتی ہے نگہ بکھری سی جاتی ہے — شراب حسن سے وہ اسقدر سرشار بیٹھے ہین

کسی کا بھی یہ انداز نگہ اب تک نہین دیکھا — وہ گویا بزم مین کھینچے ہوئے تلوار بیٹھے ہین

کہین دیکھو نہ اظہار نگاہ شوق ہو جائے
ابھی اے حضرت بیباک وہ ہشیار بیٹھے ہین

ولہ

دل نے رہنے نہ دیا محو خیالات مجھے — پھر وہی دھن ہے وہی شوق ملاقات مجھے

تو سمجھتا ہے اسے دشت نوردی ناصح — عشق کرتا ہے یہ تعلیم مقامات مجھے

تنگی دل جو یہی ہے تو عجب کیا شب وصل — اسکے بدلے مین ملے وسعت اوقات مجھے

جور سہنا تو کوئی بات نہین ہے لیکن — راحت و رنج نہ ہو جائے مساوات مجھے

باعث زیست ہو شاید مرے نامہ کا جواب — ایسے معلوم ہوئے چند اشارات مجھے

کس رکاوٹ سے کس اکراہ سے پامال کیا — آج معلوم ہوئی ہے مری اوقات مجھے

عشق مین ہوتی ہے اتنی بھی مصیبت یارب — دی ہے یہ کس عمل بد کی مکافات مجھے

وعدہ ملنے کا یہ مانا کہ غلط تھا لیکن — پھر سنا دیجئے اکبار وہی بات مجھے

کعبہ جاتے ہوئے اس واسطے جی ڈرتا ہے — بھول جائے نہ کہین راہ خرابات مجھے

عشق مین اپنے مقدر پہ ہون نازان یعنی — دل ملا بھی تو ملا مورد آفات مجھے

لیکے غم عشق مین دل کانپ گیا روز ازل — وہ دکھائی گئی تصویر خیالات مجھے

پند واعظ کا اثر خوب ہوا اے بیباک
اب یہ عالم ہے کہ کعبہ ہے خرابات مجھے